ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

28

www.tanzeem.org

10تا16شعبان المعظم1432ھ/12تا18جولائی2011ء

اسلامی تہذیب

”انسان“ مردوزن ایک ہی نفس سے پیدا ہوئے ہیں، مگر دو علیحدہ علیحدہ صنفیں ہیں۔ اسلام دو صنفوں کو مدنظر رکھ کر نفس واحدہ کے دونوں حصوں کے ایک مشترک انسان سے متعلق تمام امور میں ایک ہی سے حقوق مقرر کرتا ہے مگر اسی وقت ان دونوں کے علیحدہ علیحدہ فرائض بتاتا ہے۔ ایسے فرائض جو انسان کے وظیفۂ خاص اور دونوں کی قوتوں اور مجموعۂ تکلیف کے مطابق ہوں۔ وہ بے چاری عورت پر یہ بوجھ نہیں لادتا کہ وہ حمل رضاعت و تربیت کی مشقیں بھی سہے اور زندہ رہنے کے لیے عمل اور جدوجہد بھی کرے۔ اسی طرح مرد کو اللہ تعالیٰ نے حمل وغیرہ کے جھنجھٹوں سے پاک کردیا۔ اس کے بعد اسلام کا دعویٰ یہ ہے کہ وہ عورت سے انصاف کرتا ہے، اس کا احترام کرتا ہے اور اس کی ترقی کا ضامن ہے۔ وہ نہیں چاہتا کہ عورت انسان سازی کا کام چھوڑ کر اشیاء کی صناعت میں مصروف ہو جائے، کیونکہ اسلام کی نظر میں انسان کی قیمت اشیاء سے زیادہ ہے۔ اسلام اس امر کی اجازت نہیں دیتا کہ ایک ثقافت آشنا اور ماہر عورت اشیاء کی صنعت و پیداوار میں لگ جائے اور اپنی اولاد کی پرورش کے لیے ایک کمتر درجہ کی عورت کو ملازم رکھ لے، تاکہ یہ عورت اس کے بچوں کی نگرانی کرے اور یہ خود ”اشیاء“ کی نگرانی کرے۔

اسلام کے بنیادی تصورات

سید قطب شہیدؒ

اس شمارے میں

نہ جا اُس کے تحمل پہ کہ......

سقوطِ خلافت......
تصورِ خلافت کے احیاء کی ضرورت

شعبان المعظم اور شبِ براءت کی فضیلت

باطل سے تصادم کا مرحلۂ اول

تنظیم اسلامی کے زیرِ اہتمام لاہور میں منعقدہ احیائے خلافت سیمینار کی روداد

خود فریبی

ماہنامہ ’حکمت بالغہ‘ جھنگ کے حقوق نسواں نمبر پر تبصرہ

تنظیم اسلامی کی دعوتی وتربیتی سرگرمیاں

سورۃ یونس

(آیات:19 تا 21)

ڈاکٹر اسرار احمدؒ

بسم اللہ الرحمٰن الرّحیم

وَمَا كَانَ النَّاسُ إِلَّا أُمَّةً وَاحِدَةً فَاخْتَلَفُوا ۚ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِن رَّبِّكَ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ فِيمَا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ﴿١٩﴾
وَيَقُولُونَ لَوْلَا أُنزِلَ عَلَيْهِ آيَةٌ مِّن رَّبِّهِ ۖ فَقُلْ إِنَّمَا الْغَيْبُ لِلَّهِ فَانتَظِرُوا ۖ إِنِّي مَعَكُم مِّنَ الْمُنتَظِرِينَ ﴿٢٠﴾ وَإِذَا
أَذَقْنَا النَّاسَ رَحْمَةً مِّن بَعْدِ ضَرَّاءَ مَسَّتْهُمْ إِذَا لَهُم مَّكْرٌ فِي آيَاتِنَا ۚ قُلِ اللَّهُ أَسْرَعُ مَكْرًا ۚ إِنَّ رُسُلَنَا يَكْتُبُونَ
مَا تَمْكُرُونَ ﴿٢١﴾

’’اور (سب) لوگ (پہلے) ایک ہی اُمت (یعنی ایک ہی ملت پر) تھے، پھر جدا جدا ہو گئے۔ اور اگر ایک بات جو تمہارے پروردگار کی طرف سے پہلے ہو چکی ہے نہ ہوتی تو جن باتوں میں وہ اختلاف کرتے ہیں ان میں فیصلہ کر دیا جاتا۔ اور کہتے ہیں کہ اس پر اس کے پروردگار کی طرف سے کوئی نشانی کیوں نازل نہیں ہوئی؟ کہہ دو کہ غیب (کا علم) تو اللہ ہی کو ہے، سو تم انتظار کرو میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرتا ہوں۔ اور جب ہم لوگوں کو تکلیف پہنچنے کے بعد (اپنی) رحمت (سے آسائش) کا مزہ چکھاتے ہیں تو وہ ہماری آیتوں میں حیلے کرنے لگتے ہیں۔ کہہ دو کہ اللہ بہت جلد حیلہ کرنے والا ہے، اور جو حیلے تم کرتے ہو ہمارے فرشتے ان کو لکھتے جاتے ہیں۔‘‘

لوگ ایک ہی امت تھے مگر بعد میں انہوں نے اختلاف کیا۔ یہ وہی بات ہے جو ہم سورۃ البقرہ میں پڑھ چکے ہیں۔ ابتدا میں تو لوگ ایک ہی امت تھے، بعد میں اختلاف کے نتیجے میں الگ الگ گروہ بنتے گئے — اگر ایک بات تیرے رب کی طرف سے پہلے سے طے شدہ نہ ہوتی یعنی یہ کہ ہر امت کی ایک اجل ہے، جس طرح ہر فرد کی ایک اجل ہے، اس پوری کائنات کی بھی ایک اجل ہے۔ اگر یہ اجل نہ طے پا چکی ہوتی تو لوگوں کے درمیان ان تمام چیزوں کے بارے میں فیصلہ کر دیا جاتا جن کے مابین یہ لوگ اختلاف کر رہے ہیں۔

اور وہ کہتے ہیں کہ ان کے رب کی طرف سے کوئی نشانی کیوں نہیں اتاری گئی۔ یعنی کوئی حسی معجزہ ان کو دیا جاتا۔ آپ کہہ دیں کہ غیب کے یہ سارے خزانے اللہ کے اختیار میں ہیں۔ بس انتظار کرو، میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کر رہا ہوں کہ مشیت ایزدی سے کب کوئی شے ظہور میں آتی ہے۔

اور جب ہم لوگوں کو کچھ اپنی رحمت کا مزہ چکھاتے ہیں اس تکلیف کے بعد جو اُن پر آ گئی تھی تو پھر وہ ہماری آیات کے بارے میں سازشیں شروع کر دیتے ہیں۔ مکہ میں جب لوگ آ کر حضور ﷺ کے پاس بیٹھنے اور کچھ سننے لگے تو گویا توقع پیدا ہوئی کہ شاید وہ حق کی طرف مائل ہو جائیں گے۔ چنانچہ مکہ میں چھوٹی موٹی تکلیفیں آئیں۔ قحط پڑا کوئی اور تکالیف آئیں تو اُن کے دل پسیجنے لگے۔ لیکن جونہی وہ تکلیف رفع ہو گئی اور اللہ کی رحمت آ گئی تو پھر وہ اللہ کی آیات کے ساتھ سازشیں شروع کرنے لگے۔ اللہ نے فرمایا (اے نبی) ان کو بتا دیجیے کہ اللہ تعالیٰ کی چالیں اور تدبیریں تو کہیں زیادہ تیز ہیں اُن چالوں سے جو تم چل رہے ہو۔ اور ہمارے فرشتے بیٹھے ہوئے لکھ رہے ہیں جو تم چالیں چل رہے ہو اور سازشیں کر رہے ہو۔

فرمان نبویؐ

شعبان کے روزے

پروفیسر محمد یونس جنجوعہ

عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَ: لَمْ يَكُنِ النَّبِيُّ ﷺ يَصُومُ مِنْ شَهْرٍ أَكْثَرَ مِنْ شَعْبَانَ فَإِنَّهُ كَانَ يَصُومُ شَعْبَانَ كُلَّهُ: وَفِي رِوَايَةٍ: كَانَ يَصُومُ شَعْبَانَ إِلَّا قَلِيلًا (بخاری و مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ شعبان کے مہینہ سے زیادہ کسی اور مہینہ میں روزے نہیں رکھتے تھے! شعبان میں تو سارے ہی مہینہ روزہ رکھتے تھے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ شعبان میں چند یوم کے سوا پورا مہینہ روزہ رکھتے تھے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اداریہ

ایوب بیگ مرزا

نہ جا اُس کے تحمل پہ کہ بے ڈھب ہے گرفت اُس کی

پاکستان کے شمال مغرب میں دہشت گردی کے نام پر شروع کی گئی جنگ کے شعلے بھڑک رہے ہیں۔ اگرچہ اس آگ کی تباہ کاریوں سے سب سے زیادہ متاثر صوبہ خیبر پختونخوا اور شمالی علاقہ جات کے لوگ ہو رہے ہیں۔ لیکن پاکستان کے وسط اور جنوب سے بھی اس آگ کو انسان بطور ایندھن مل رہے ہیں۔ لہٰذا آگ بھڑکتی اور بڑھتی جا رہی ہے۔ حکومت اور مقتدر حلقے اس آگ کے بھڑکنے اور بڑھنے کے محرکات اور وجوہات پر غور کرنے کو تیار نہیں۔ اُنہیں اُن کے بیرونی آقاؤں نے ایک سبق پڑھا دیا ہے۔ چند جملے اُنہیں رٹا دیئے گئے ہیں ''دہشت گردی کا خاتمہ کر کے دم لیں گے'' وغیرہ وغیرہ۔ لیکن ابھی تک اُنہیں دم لینے کا موقع میسر نہیں آ رہا۔ حکمرانوں کی ذہنی غلامی اور اپنے بیرونی آقاؤں کی بے چون و چرا فرماں برداری کا عالم یہ ہے کہ وہ کچھ ہٹ کر سوچنے اور سمجھنے کو اپنی اور اپنے اقتدار کی موت سمجھتے ہیں۔ اُن سے پوچھا جائے کہ دہشت گردی کی تعریف کیا ہے؟ کون اصل دہشت گرد ہے؟ دہشت گردی کیوں ہو رہی ہے؟ اِس کی سرپرستی کون کر رہا ہے؟ اُن کے پاس اس کا کوئی جواب نہیں، سوائے اس کے جو آقاؤں نے پڑھا دیا ہے۔ طالبان، طالبان، طالبان کی طوطے کی مانند رٹ لگائے ہوئے ہیں۔ بعض کو شاید اِس لفظ کے معنی بھی نہ معلوم ہوں۔ لہٰذا یہ آگ بڑھتی جا رہی ہے۔ اُدھر پاکستان کے ساحلی شہر کراچی میں ٹارگٹ کلنگ کے عنوان سے انسان انسان کھیلا جا رہا ہے۔ گھر سے نکلا ہوا آدمی، نہ کسی سے دشمنی، نہ جائیداد کا جھگڑا، نہ لین دین کا تنازعہ، نہ جان نہ پہچان، اندھی گولی کے ہاتھوں سڑک پر ہی ڈھیر ہو رہا ہے۔ ہمارے آقا اور محسنِ انسانیتؐ نے 15 سو سال پہلے کیا خوب نقشہ کشی کی تھی۔ نہ مارنے والے کو معلوم ہوگا کہ میں کیوں مار رہا ہوں اور نہ مرنے والا جان سکے گا کہ اُسے کیوں مارا گیا ہے۔ اِس آگ اور خون کے کھیل سے انسان کیڑے مکوڑوں کی طرح مارے جا رہے ہیں۔ ہمارے ہم وطنوں کی عظیم اکثریت انسانوں کو یوں مرتے دیکھ کر حیرانی اور پریشانی کا اظہار کر رہی ہے اور ہمیں اس اکثریت کی حیرانی پر پریشانی لاحق ہے۔ کیا پاکستان کی عظیم اکثریت مسلمان نہیں؟ کیا وہ قرآن نہیں پڑھتے؟ اور اگر پڑھتے ہیں تو ایمان ویقین کی کیفیت سے کیوں نہیں پڑھتے اور ہر ہر حرف کو حرفِ آخر اور قولِ فیصل کیوں نہیں سمجھتے؟ زبانِ یارِ من ترکی و من ترکی نمی دانم کا معاملہ بھی نہیں ہونا چاہیے کہ مقامی زبانوں میں تراجم موجود ہیں جن سے کم از کم بنیادی بات اور اوامر و نواہی تو معلوم ہو ہی جاتے ہیں۔ تو کیا اللہ رب العزت کی اِس آخری مقدس کتاب کو جو قیامت تک کے لیے ہدایت اور راہنمائی کے لیے نازل ہوئی، اُسے سمجھنا، ایمان لانا، اُس پر عمل کرنا اور اُسے امام بنانا مقصود ہی نہیں، صرف ثواب حاصل کرنا مقصود ہے؟ ثواب تو یقیناً پھر بھی ملے گا لیکن ہدایت کیسے آئے گی؟ نجی اور اجتماعی زندگی گزارنے کا لائحہ عمل کیسے ہاتھ لگے گا؟

آگے بڑھنے سے پہلے مملکتِ خداداد اسلامی جمہوریہ پاکستان کے مسلمان باشندے اپنے خلاف لگائی گئی چارج شیٹ کا مطالعہ کر لیں، جان لیں کہ فردِ جرم کیوں عائد ہوئی۔ اسلام کے نام پر ہندوستان کو تقسیم کیا۔ لاکھوں جانیں اور عصمتیں لٹا دیں۔ قراردادِ مقاصد منظور کی۔ آئین میں ریاست کا مذہب اسلام لکھا۔ قرآن اور سنت کے خلاف کوئی قانون نہ بنانے کا آئینی حلف لیا۔ آئین میں ملک کے تمام قوانین کو ایک معین مدت کے اندر اسلامی بنانے کا تحریری عہد کیا۔ لیکن عملاً کر کیا رہے ہو؟ سیاسی، معاشی اور معاشرتی دہشت گردی۔ حقیقت یہ ہے کہ سیاسی لحاظ سے اپنی مہار اُن لوگوں کے ہاتھ میں تھما تے ہو جو اسلام دشمن قوتوں کے ایجنٹ ہیں، جو آئین کی اسلامی روح کو بحال کرنے میں پہاڑ کی طرح رکاوٹ بنے ہوئے ہیں۔ معاشی طور پر سود لیتے دیتے ہو، جسے اللہ نے اپنے اور اپنے رسول ﷺ کے خلاف جنگ قرار دیا ہے۔ جوئے اور شراب کو اللہ نے اپنی کتاب میں انسانوں کے درمیان نفرت اور دشمنی کی بنیاد قرار دیا ہے، اِسے قانوناً جرم لکھتے اور پڑھتے ہیں لیکن نہ کسی شرابی اور جواری کو شرعی احکام کی پرواہ ہے

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

قیامِ خلافت کا نقیب

ہفت روزہ — لاہور

ندائے خلافت

10 تا 16 شعبان المعظم 1432ھ — جلد 20
12 تا 18 جولائی 2011ء — شمارہ 28

بانی: **اقتدار احمد** مرحوم

مدیر مسئول: **حافظ عاکف سعید**

نائب مدیر: **محبوب الحق عاجز**

مجلسِ ادارت

ایوب بیگ مرزا — محمد یونس جنجوعہ

نگرانِ طباعت: شیخ رحیم الدین

پبلشر: محمد سعید اسعد، **طابع**: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ لاہور

مرکزی دفتر تنظیمِ اسلامی:

67-اے، علامہ اقبال روڈ، گڑھی شاہو، لاہور-54000
فون: 36316638-36366638 فیکس: 36271241
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقامِ اشاعت: 36-کے، ماڈل ٹاؤن، لاہور-54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 12 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک...... 450 روپے
بیرونِ پاکستان
انڈیا ---------------- (2000 روپے)
یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
''مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن'' کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے

''ادارہ'' کا مضمون نگار حضرات کی رائے سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

اور نہ روکنے والے روکتے ہیں۔ معاشرتی سطح پر بھی مغربی اور بھارتی ثقافت تابڑتوڑ حملے کررہی ہے۔ اس محاذ پر پسپائی کے باوجود کچھ نہ کچھ مزاحمت جاری تھی لیکن اب اس محاذ پر بھی واضح اور مکمل شکست تمہارا مقدر نظر آ رہی ہے۔ بدبخت امریکہ کے سفارت کار، ہم جنس پرستوں کا اس پاک سرزمین پر اجتماع کرتے ہیں لیکن حکومت صرفِ نظر کرتی ہے اور عوام ایسا طوفان نہیں اُٹھاتے کہ اِن سفارت کاروں کو ملک بدر کرنا حکومت کی کرسی کا مسئلہ بن سکے۔ پھر شمال مغرب میں بھڑکتی اور بڑھتی آگ انسان جس کا ایندھن بن رہے ہیں، اُس پر حیران کیوں ہوتے ہو اور کراچی میں بطورِ شغل لاشیں گرانے پر تعجب کیوں ہو رہا ہے۔ آؤ قرآن میں اِن جرائم کی سزا تمہیں پڑھ کر سنا دیں جس کا ہم نے مذکورہ بالا چارج شیٹ میں ذکر کیا ہے۔ ’’کہہ دو کہ وہ (اس پر بھی) قدرت رکھتا ہے کہ تم پر اوپر کی طرف سے یا تمہارے پاؤں کے نیچے سے عذاب بھیجے یا تمہیں فرقہ فرقہ کر دے اور ایک دوسرے (سے لڑا کر آپس) کی لڑائی کا مزا چکھا دے۔ دیکھو ہم اپنی آیتوں کو کس کس طرح بیان کرتے ہیں، تاکہ یہ لوگ سمجھیں۔‘‘ (انعام:65)

اب بھی لوگ معصوم بن کر پوچھتے ہیں کہ کراچی میں لوگ ایک دوسرے کو کیوں مارتے ہیں۔ پختون خوا میں لوگ بموں کا نشانہ کیوں بن رہے ہیں؟ یہ ہر سال آسمان سے اترنے والا پانی ہمارے لیے رحمت بننے کی بجائے سیلاب کی صورت اختیار کر کے زحمت کیوں بن جاتا ہے؟ یہ زلزلے زمین پھاڑ کر اجتماعی قبریں کیوں بنا رہے ہیں؟ یہ لوگ ایک احمقانہ سوال بار بار جواب دیئے جانے کے باوجود دہرائے جا رہے ہیں۔ شاید تجاہلِ عارفانہ سے کام لے رہے ہیں۔ وہ یہ کہ کیا تمام برائیاں یعنی سود، جوا، شراب، بے حیائی اور حرام خوری وغیرہ دنیا میں صرف پاکستان میں ہو رہی ہیں جو صرف ہم پر عذابِ الٰہی نازل ہو رہا ہے۔ ہم جواباً سوال عرض کرتے ہیں۔ کیا دنیا میں کسی اور ملک نے بھی جنم لینے سے بھی پہلے اپنے وجود کا مطلب لا الہ الا اللہ بتایا تھا؟ کیا دنیا کی کسی اور قومی اسمبلی نے بھی قراردادِ مقاصد پاس کی ہے؟ کیا دنیا میں کہیں اور بھی ہزاروں سالوں سے قائم ریاست کو مذہب کے نام پر کیک کی طرح کاٹا گیا ہے؟ اگر نہیں تو پھر اعراض اور وعدہ خلافی پر یہی ملک اور یہی قوم عذاب کی مستحق ہے۔ ہم قوم کے اکابرین کی خدمت میں عرض کریں گے چاہے قوت کا اندھا استعمال کر لیں، چاہے آمریت کا زور آور شکنجہ ہو یا جمہوریت کی چھوڑی ہوئی پھلجھڑیاں ہوں، امن کمیٹیاں بنالیں یا پولیس کے ساتھ ساتھ رینجرز اور فوج کو طلب کر لیں، لیکن اگر دلوں میں ایک دوسرے کے لیے محبت پیدا نہیں ہوتی، اگر اخوت کے جذبہ سے فریقین سرشار نہیں ہوتے تو مرض کا بڑھتے چلے جانا یقینی اور حتمی ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ اگر زبان مختلف ہے، رہن سہن اور بودوباش مختلف ہے، رسم ورواج مختلف ہیں، لباس مختلف ہے، خورد ونوش مختلف ہے تو محبت واخوت پیدا ہو تو کیسے ہو۔ ان تمام حوالوں سے مختلف ہونے کے باوجود ایک شے ایسی ہے جو ہمیں جوڑ سکتی ہے جسے اتحاد کی بنیاد بنا کر ہم ایک دوسرے پر جان نثار کرنے کو تیار ہو جائیں گے۔ یہ وہ شے ہے جسے بنیاد بنا کر ہم ہندوستان کے کونے کھدروں سے نکل کر آگ اور خون کے دریا عبور کر کے کراچی پہنچے۔ ہمیں اُس وقت بھی یہ سب کچھ مختلف ہونے کا علم تھا۔ واحد مشترک شے دین تھا۔ ہمارا اللہ اور رسولؐ ایک ہے۔ ہماری کتاب ایک ہے۔ اسی لیے سب کچھ مختلف ہونے کے باوجود ہم مسجد میں کندھے سے کندھا ملا کر کھڑے ہوتے ہیں، جب تک حکومتی اور عوامی سطح پر اور نجی واجتماعی سطح پر ہم اللہ کی رسی کو مل کر نہیں تھامیں گے، اور اُس نظام کو نہیں لائیں گے جسے قرآن نے انسانیت کو دیا اور محسنِ انسانیت ﷺ نے اُسے نافذ کیا، آگ بڑھتی رہے گی اور خون بہتا رہے گا، یہاں تک کہ ہم راکھ کا ڈھیر بن جائیں گے۔ ہم کیا اور ہماری حیثیت کیا۔ آیئے، بہت بلند جست لگائیں۔ ذرا چشمِ تصور سے دیکھیں اور فیصلہ کریں کہ اگر مہاجرینِ مکہ اور انصارِ مدینہ کے درمیان سے دین کا عنصر الگ کر دیں (معاذ اللہ) تو باقی کیا بچے گا۔ خدارا اور کچھ نہیں تو اسی حوالہ سے ہی اسلام کی طرف بڑھیں کہ جتنے دوسرے راستے ہم نے اختیار کیے، وہ ہمیں تباہی و بربادی کی طرف لے گئے۔ جلدی کیجیے، شمال مغرب میں بھڑکنے والی آگ سارے پاکستان کو گھیرنے کو ہے اور کراچی کرچی کرچی ہونے کو ہے اور پانی سر سے گزر جانے کو ہے۔ آخر میں ہم پاکستان کے عوام اور حکمرانوں کی خدمت میں مولانا ظفر علی خان کا یہ شعر پیش کریں گے ؎

نہ جا اُس کے تحمل پہ کہ بے ڈھب ہے گرفت اُس کی
ڈر اُس کی دیرگیری سے کہ ہے سخت انتقام اُس کا

تنظیمی اطلاعات

حلقہ پنجاب جنوبی میں نئی مقامی تنظیم کا قیام اور سلیم اختر کا بطور امیر تقرر

امیر حلقہ پنجاب جنوبی کی جانب سے اسرہ ملتان کینٹ کو مقامی تنظیم کا درجہ دینے اور نقیب اُسرہ کو اس کا امیر مقرر کرنے سے متعلق بھیجی گئی تجاویز کی روشنی میں امیر محترم نے مشورہ کے بعد مقامی تنظیم ’’ملتان کینٹ‘‘ کے قیام اور جناب سلیم اختر کو مذکورہ تنظیم کا امیر مقرر کرنے کا فیصلہ فرمایا۔

حلقہ لاہور کی مقامی تناظیم ’’ٹاؤن شپ‘‘ میں محمد عرفان طاہر اور ’’شیخوپورہ‘‘ میں قیصر جمال فیاضی کا بطور امیر تقرر

امیر حلقہ لاہور کی جانب سے مقامی تناظیم ’’ٹاؤن شپ‘‘ اور ’’شیخوپورہ‘‘ میں تقرر امراء کے لیے موصولہ اپنی تجویز اور رفقاء کی آراء کی روشنی میں امیر محترم نے مشورہ کے بعد محمد عرفان طاہر کو مقامی تنظیم ’’ٹاؤن شپ‘‘ اور قیصر جمال فیاضی کو مقامی تنظیم ’’شیخوپورہ‘‘ کا امیر مقرر فرمایا۔

حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی (پشاور) کی مقامی تنظیم ’’نوشہرہ‘‘ میں ظفر علی خان کا بطور امیر تقرر

حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی (پشاور) میں مقامی تنظیم ’’نوشہرہ‘‘ کی امارت کے دو سال مکمل ہونے پر نئے امیر کے تقرر کے ضمن میں رفقاء کی آراء، امیر حلقہ اور مرکزی اسرہ کی مشاورت سے امیر محترم نے جناب ظفر علی خان کو مذکورہ تنظیم کا امیر مقرر فرمایا۔

سقوطِ خلافت ــــ اور

قیامِ خلافت سے پہلے

تصورِ خلافت کے احیاء کی ضرورت

مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی ماڈل ٹاؤن لاہور میں

امیر تنظیم اسلامی محترم **حافظ عاکف سعید** حفظہ اللہ کے یکم جولائی 2011ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص

[آیات قرآنی کی تلاوت اور خطبۂ مسنونہ کے بعد]

حضرات! دو ہفتوں کے ناغے کے بعد آج حاضری ہوئی ہے۔ کل 28 رجب کو تنظیم اسلامی اور تحریک خلافت پاکستان کے زیر اہتمام ''احیائے خلافت سیمینار'' منعقد کیا گیا۔ 1924ء میں 28 رجب ہی کی تاریخ تھی جب خلافت کی تنسیخ ہوئی اور یہ ادارہ ختم ہو گیا۔ اس سے پہلے تک ایک نام کی خلافت کا سلسلہ چل رہا تھا اور symbolic خلافت قائم تھی، اگرچہ وہ ادارہ کمزور تھا اور اس کی گرفت پورے عالم اسلام پر ویسی نہیں تھی جیسے ہونی چاہیے۔ مسلمانوں میں بہت سے اعتبارات سے زوال آ چکا تھا۔ اس کے باوجود خلافت مسلمانوں کی وحدت کا نشان تھی۔ یہ کیسے ختم ہوئی؟ اقبال نے ایک شعر میں بڑی خوبصورتی سے کہا ۔

چاک کردی ترک ناداں نے خلافت کی قبا
سادگی اپنوں کی دیکھ، اوروں کی عیاری بھی دیکھ

ترک ناداں کون ہے؟ اقبال کا اشارہ کس طرف ہے؟ یہ وہی شخص ہے جسے جنرل پرویز مشرف اپنا آئیڈیل بنا کر پیش کرتا رہا ہے۔ مصطفیٰ کمال اتاترک نے خلافت کی قبا چاک کرتے ہوئے اعلان کر دیا تھا کہ آج سے خلافت کا نظام ختم ہے۔ یہ ہماری سادگی تھی، دین سے دوری بھی تھی اور ایمان کا فقدان بھی تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ غیروں اور دیگر لوگوں کی عیاری بھی تھی۔ ایک سازش اور چالبازی تھی۔ وہ سازش کیا تھی، اس کو بھی مختصر الفاظ میں سمجھ لیجیے۔

اس وقت پوری دنیا میں اصلاً حکمرانی کس کی ہے؟ اوپر تو اللہ کی ہے لیکن دنیا میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنی آزاد مرضی پر چھوڑا ہے۔ دنیا پر ابلیس اور اُس کے ایجنٹوں نے اپنا شیطانی نظام مسلط کر رکھا ہے۔ حقیقت کے اعتبار سے جو کچھ بھی ہو رہا ہے وہ اللہ کے اِذن کے بغیر نہیں ہو رہا۔ حق و باطل کا یہ معرکہ اللہ کی مشیت کا حصہ ہے۔ انسان کو جو چھوٹ حاصل ہے وہ اللہ نے خود دی ہے۔ وہ جب چاہے، سلب کر لے۔ انسان کی تخلیق کا مقصد ہی آزمائش ہے ۔

رخ روشن کے آگے شمع رکھ کر وہ یہ کہتے ہیں
اُدھر جاتا ہے دیکھیں یا اِدھر پروانہ آتا ہے

ایک طرف اللہ کا راستہ، دوسری طرف ابلیس کا راستہ۔ چوائس تمہاری ہے کہ تم کس راستے پر چلتے ہو۔

﴿اِنَّا خَلَقۡنَا الۡاِنۡسَانَ مِنۡ نُّطۡفَةٍ اَمۡشَاجٍ ۖ نَّبۡتَلِيۡهِ فَجَعَلۡنٰهُ سَمِيۡعًۢا بَصِيۡرًا ﴿۲﴾ اِنَّا هَدَيۡنٰهُ السَّبِيۡلَ اِمَّا شَاكِرًا وَّاِمَّا كَفُوۡرًا ﴿۳﴾﴾ (الدھر)

''ہم نے انسان کو نطفہ مخلوط سے پیدا کیا، تا کہ اسے آزمائیں۔ تو ہم نے اس کو سنتا دیکھتا بنایا۔ (اور) اسے رستہ بھی دکھا دیا۔ (اب وہ) خواہ شکر گزار ہو خواہ ناشکرا۔''

صحیح اور کامیابی تک لے جانے والا راستہ واقعی اللہ کی بندگی اور غلامی والا راستہ ہے۔ یہی انسان کے شایانِ شان ہے۔ اصولی طور پر انسان کے لیے یہی راستہ ہے۔ وہ رب ہے، مالک ہے، آقا ہے جبکہ ہم اس کے بندے اور غلام ہیں۔ سب کچھ اس کی عطا ہے، اس لیے اس کی غلامی والا راستہ ہی ہمیں جچتا ہے۔ یہ بھی واضح کر دیا گیا کہ انسان کو اختیار ہے کہ چاہے تو اللہ کا شکر گزار بن کر رہے، چاہے کفرانِ نعمت کرتے ہوئے شیطان کے رستے پر چلنے کا فیصلہ کرے۔ اس وقت عالم واقعہ میں زمین پر حکمرانی حقیقتاً ابلیس کی ہے۔ معاشرتی، سیاسی اور معاشی سطح پر درحقیقت ابلیس ہی کا نظام چھایا ہوا ہے۔ یہ نظام اللہ سے بغاوت پر مبنی ہے۔ یہ کہتا ہے کہ جو اللہ چاہتا ہے، اس کے برعکس کرو۔ جس چیز کو اللہ نے سب سے بڑا جرم قرار دیا اور کہا کہ میں اس پر سب سے زیادہ ناراض ہوں، اسی کو شیطان نے مزین کر کے ہمیں دکھایا۔ ہم نے اسی رستے کو اختیار کیا جس کے بارے میں بہت شروع میں بتا دیا گیا تھا کہ تمہیں اس شیطان کے رستے سے بچنا ہے۔

﴿اَلشَّيۡطٰنُ يَعِدُكُمُ الۡفَقۡرَ وَيَاۡمُرُكُمۡ بِالۡفَحۡشَآءِ ۚ﴾ (البقرہ 268)

''(اور دیکھنا) شیطان (کا کہنا نہ ماننا وہ) تمہیں تنگدستی کا خوف دلاتا اور بے حیائی کے کام کرنے کو کہتا ہے۔''

یہ تمہیں فقر کے خوف سے معاشی اعتبار سے ایسے راستے پر لے جائے گا جو اللہ کو ناپسند ہے۔ یہ تمہیں کہے گا کہ دیکھو، سودی معیشت میں کوئی risk نہیں ہے۔ اس میں پیسہ محفوظ رہتا ہے۔ اگر بزنس میں لگایا جائے یا کسی صحیح اور جائز طریقے سے سرمایہ کاری کی جائے، جسے اللہ نے جائز قرار دیا ہے، تو وہاں نقصان کا بھی اندیشہ ہے۔ اس لیے نفع کا سودا کرو، وہ معاملہ نہ کرو جس میں نقصان کا ڈر ہے۔ اس حوالے سے شیطان ڈرا کر ایک راستہ دکھاتا ہے کہ جیسے چاہو سرمایہ حاصل کرو۔ دوسروں کا

خون نچوڑو۔ بس یہ ذہن میں رہے کہ فقر نہیں آنا چاہیے۔ کوئی رسک مت لو۔ پھر یہ کہ وہ بے حیائی کی تلقین کرتا ہے۔ فحش کاموں کا راستہ دکھاتا ہے۔

اب دیکھئے، آج کے سرمایہ داری نظام میں اصل شے سود ہے۔ اس میں سرمائے کو مکمل تحفظ حاصل ہے۔ سیاسی نظام یعنی جمہوریت بھی اسی سرمایہ داری نظام کے تحفظ کے لیے بنا ہے۔ کل کے سیمینار میں مفتی حمید اللہ جان صاحب بھی ہماری درخواست پر تشریف لائے تھے۔ عام طور پر وہ پبلک جلسوں میں نہیں آیا کرتے۔ ہم ان کے بہت ہی شکر گزار ہیں۔ بہت بڑے جید عالم دین اور مفتی ہیں۔ نظام خلافت، دین کے غلبے اور نفاذِ شریعت کے حوالے سے بلند جذبات رکھتے ہیں۔ وہ ایک میٹنگ کا حال بتا رہے تھے کہ جب انہوں نے جمہوریت کے خلاف بات کی تو وہاں موجود جسٹس گل محمد صاحب نے ان کی تائید کرتے ہوئے بتایا کہ دورۂ امریکہ کے دوران ان کی ایک سینیٹر سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے اس سے پوچھا کہ کیا تمہارا یہ جمہوری نظام فراڈ نہیں ہے! اس نے کہا کہ یقیناً فراڈ ہے، دھوکہ ہے۔ انہوں نے پھر پوچھا کہ اس فراڈ اور دھوکے کو تم کیوں سنبھالے ہوئے ہو؟ اس پر امریکن سینیٹر نے جواب دیا کہ اصل میں ہم نے سرمایہ دارانہ نظام قائم کیا تھا، جس کے تحفظ کے لیے یہ جمہوری نظام ضروری ہے۔ اقبال نے سو سال پہلے اس حقیقت کو سمجھ لیا تھا۔ غور کیجیے تو اُن کا یہ شعر اب سمجھ میں آجائے گا ؎

تو نے کیا دیکھا نہیں مغرب کا جمہوری نظام؟
چہرہ روشن ، اندروں چنگیز سے تاریک تر

اور

دیو استبداد جمہوری قبا میں پائے کوب
تو سمجھتا ہے یہ آزادی کی ہے نیلم پری

آج تو یہ نیلم پری ہے۔ ایک اعلیٰ ترین نظام سیاست کے طور پر جمہوریت کا تحفظ ہو رہا ہے۔ جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے۔ ہماری دینی جماعتیں بھی جمہوریت ہی کی بحالی کے لیے تحریکیں چلاتی رہی ہیں۔ ہمارے دینی رہنماؤں نے جمہوریت کے لیے جیلوں کی ہوا کھائی، کوڑے کھائے۔ اقبال کہہ رہے ہیں کہ یہ بدترین استبدادی نظام ہے۔ سرمایہ دار کا استحصالی نظام جمہوریت کے بل پر قائم ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ اس وقت ابلیس کی حکومت ہے۔ دراصل راج ابلیس کر رہا ہے۔ اقبال نے یہ بھی ”ابلیس کی مجلس شوریٰ“ میں ابلیس ہی کی زبان سے کہلوایا تھا ؎

ہم نے خود شاہی کو پہنایا ہے جمہوری لباس
جب ذرا آدم ہوا ہے خود شناس و خود نگر

پہلے ہم ملوکیت کے ذریعے کام نکال رہے تھے۔ اب چونکہ لوگوں کو انسانی حقوق کا کچھ شعور سا آ گیا ہے، تو ہم نے اسی نظام کو ایک نئے روپ میں پیش کر دیا۔ وہی استحصال، ظلم اور جبر ہے لیکن اب سرمایہ دار اپنے سرمائے کے بل پر survive کر رہا ہے۔ میڈیا کا کنٹرول اس کے ہاتھ میں ہے۔ وہ ذہین لوگوں کو خریدتا ہے۔ بیوقوف عوام سمجھ رہے ہوتے ہیں کہ ہم اپنی سوچ کے مطابق ووٹ دے رہے ہیں جبکہ ان کی ذہن سازی میڈیا کر رہا ہوتا ہے۔ یہ حقیقت ہے۔ بہرکیف سرمایہ دارانہ نظام سود پر قائم ہے، اور سود وہ شے ہے جس کے بارے میں

پریس ریلیز

حافظ عاکف سعید

اسلام آباد میں امریکی سفارت خانے میں ہم جنس پرستوں کا اجتماع پاکستان کی نظریاتی سرحدوں پر ثقافتی ڈرون حملہ ہے

حکومتِ پاکستان امریکی سفیر کو ناپسندیدہ شخصیت قرار دے کر امریکہ واپس بھیج دے

امریکی سفارت خانے میں ہم جنس پرستوں کا اجتماع پاکستان کی نظریاتی سرحدوں پر ثقافتی ڈرون حملہ ہے۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر حافظ عاکف سعید نے ایک بیان میں کہی۔ اُنہوں نے کہا کہ دہشت گردی کے خلاف جنگ کی آڑ میں امریکہ نے ہماری عسکری قوت کو ناقابل تلافی نقصان پہنچایا ہے اور ہمیں مختلف محاذوں پر پسپائی اختیار کرنا پڑی۔ معاشی سطح پر امداد کے نام پر امریکہ ہماری معیشت کو مفلوج کرنے میں کامیاب ہو چکا ہے۔ اب وہ اس طرح کی منحوس اور قابلِ نفرت تقریبات پاکستان میں منعقد کر کے ہمارے معاشرتی نظام اور اخلاقیات پر بُری طرح حملہ آور ہوا ہے۔ انہوں نے کہا کہ اگرچہ مغربی تہذیب کی یلغار سے ہمارے معاشرتی نظام اور بنیادی اخلاقیات کو ضعف پہنچا ہے لیکن اس کے باوجود اللہ کے فضل و کرم سے ہمارا یہ نظام تسلی بخش حد تک محفوظ ہے۔ انہوں نے کہا کہ امریکی سفارت خانے میں تقریبات کو روکنے میں حکومت کو اگر سفارتی قوانین کی مجبوری ہے تو اس کا آسان حل یہ ہے کہ حکومتِ پاکستان موجودہ امریکی سفیر کو ناپسندیدہ شخصیت قرار دے کر امریکہ واپس بھیج دے۔ اُنہوں نے عوام سے بھی اپیل کی کہ وہ دینی غیرت کا مظاہرہ کرتے ہوئے امریکی سفیر کی اس حرکت پر اپنے جذبات کا اظہار کریں اور حکومت کو مجبور کریں کہ وہ امریکی سفارت خانے کو یا تو ایسی بیہودہ حرکات سے باز رکھے یا سفیر کو ملک سے نکال باہر کرے۔ (پریس ریلیز: 4 جولائی 2011ء)

ملک کے شمال و جنوب میں قتل و غارت گری اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کی سزا ہے

کراچی کے حالات پر دل خون کے آنسو رو رہا ہے۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر حافظ عاکف سعید نے قرآن اکیڈمی لاہور میں خطابِ جمعہ کے دوران کہی۔ اُنہوں نے کہا شمال مغرب میں دہشت گردی کی جنگ کی آڑ میں مسلمانوں کو ہلاک کیا جا رہا ہے اور کراچی جو پاکستان کی اقتصادی شہ رگ ہے وہاں مسلمان ایک دوسرے کو بلا جواز موت کے گھاٹ اُتار رہے ہیں۔ اُنہوں نے کہا کہ یہ سب کچھ اُس ملک میں ہو رہا ہے جہاں غالب اکثریت مسلمانوں کی ہے۔ اُنہوں نے کہا کہ حقیقت یہ ہے کہ ہم اللہ اور رسول کی نافرمانی کی سزا بھگت رہے ہیں۔ ہم نے وعدہ کے باوجود اللہ کا دین وطنِ عزیز میں نافذ نہیں کیا جس کی قوم کو نقد سزا مل رہی ہے۔ اُنہوں نے قرآنی آیت کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ اللہ نافرمان قوم کو گروہوں میں تقسیم کر کے اُنہیں ایک دوسرے کی قوت کا مزا چکھاتا ہے۔ یعنی وہ باہمی کشت و خون میں قیمتی جانیں تلف کرتے ہیں۔ اُنہوں نے کہا کہ اسلام کے دامن میں پناہ لینے کے سوا ہمارے پاس کوئی چارہ نہیں۔ (پریس ریلیز: 8 جولائی 2011ء)

(جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت تنظیم اسلامی پاکستان)

اللہ نے فرمایا کہ اگر نہیں چھوڑتے تو اللہ اور رسول ﷺ کی طرف سے اعلان جنگ ہے۔ آج ساری دنیا میں وہی سودی نظام اور اس کے تحفظ کے لیے جمہوری نظام قائم ہے جو اللہ اور رسول ﷺ سے بغاوت پر مشتمل ہے۔

دوسری طرف معاشرتی نظام ہے۔ فرمایا گیا کہ: ''شیطان تو تمہیں بے حیائی کا حکم دیتا ہے۔'' آج کے معاشرتی نظام کو دیکھیں تو یہ سو فیصد ابلیسی نظام ہے۔ ہر وہ کام کیا جارہا ہے جس کے ذریعے بے حیائی کو فروغ ملے۔ میڈیا اصلاً تو ایک مثبت کام کے لیے استعمال ہوسکتا ہے لیکن ہم اس کو فحاشی و عریانی کی اشاعت کے لیے استعمال کررہے ہیں۔ سب سے زیادہ مؤثر آپ کا الیکٹرانک میڈیا ہے۔ پھر انٹرنیٹ ہے۔ یہ ساری چیزیں ہمیں کدھر لے جارہی ہیں؟ ایک مادر پدر آزاد معاشرہ تشکیل پارہا ہے۔ عورت جو چھپانے کی شے ہے، اس کے بارے میں میڈیا کے ذریعے یہ تصور دیا جارہا ہے کہ عورت کو بولڈ ہونا چاہیے۔ غور کیجیے، میڈیا کس طریقے سے آپ کے ذہن کو بدل رہا ہے۔ حیا عورت کا زیور ہے، اگر زیور نہ رہے تو اس کے اندر کوئی حسن نہیں۔ لیکن آج بولڈنس کو عورت کی ایک قدر قرار دیا جارہا ہے۔ جو عورت حیا کا لبادہ اُٹھا کر پھینک دے، اسے ایک رول ماڈل کے طور پر پیش کیا جاتا ہے۔ یہ ہے شیطان، اور جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے! قرآن نے بہت سے مقامات پر یہ بات واضح فرمائی ہے کہ:

﴿زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ﴾ (الانفال:48)

''شیطان نے اُن کے اعمال کو آراستہ کر دکھایا۔''

شیطان ان کے برے اعمال کو مزین کرکے دکھاتا ہے کہ یہی کلچر، ثقافت اور رواداری ہے۔ سب کے سب اس سحر کے آگے مسحور ہیں، الّا ماشاء اللہ!

چنانچہ آج نوع انسانی پر حکمرانی تو ابلیس کی ہے لیکن اس کے نظام کے سب سے بڑے محافظ یہود ہیں، جن کی پوری نوع انسانی پر گرفت ہے۔ یہود نوع انسانی سے انتقام لے رہے ہیں جبکہ ان کی سب سے بڑی دشمنی اسلام سے ہے۔ قرآن اسی لیے تو انہیں کھٹکتا ہے، کیونکہ اس میں صاف طور پر کہہ دیا گیا ہے کہ:

﴿لَتَجِدَنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الْيَهُوْدَ وَالَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا ۚ﴾ (المائدۃ:82)

''(اے پیغمبرؐ) تم دیکھو گے کہ مومنوں کے ساتھ سب سے زیادہ دشمنی کرنے والے یہودی اور مشرک ہیں۔''

یہ آسمانی وحی ہے، وہی وحی جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر بھی آئی تھی۔ وہی فرشتہ تھا۔ اسی اللہ کی وحی ہے۔ وہی آسمانی وحی ہمیں خبردار کررہی ہے کہ یہ اصل دشمن ہیں جو پشت در پشت انبیاء کی اولاد ہیں۔ ذرا تاریخ اُٹھا کر دیکھئے، یہود پر اللہ کے عذاب کے کیسے کیسے کوڑے برسے ہیں۔ پھر انہی یہود کی آج سے سو سال پہلے یہ پوزیشن ہوگئی تھی کہ اقبال کو کہنا پڑا ؏ ''فرنگ کی رگِ جاں پنجۂ یہود میں ہے۔'' اس وقت فرنگ کا امام انگلینڈ تھا۔ اس کا مرکز لندن تھا۔ اب فرنگ کا امام امریکہ ہے اور اس کا مرکز واشنگٹن۔ اوباما صاحب اقتدار سنبھالنے سے پہلے کیا بیانات دے رہے تھے جبکہ اقتدار سنبھالنے کے بعد اسی ٹیم کی غلط پالیسی کو جاری رکھنا پڑا ہے۔ ٹیم وہی رہی، وہ کچھ نہیں کرسکے۔ انہیں بتا دیا گیا ہے کہ امریکی صدر ہوتے ہوئے بھی تمہاری کوئی حیثیت نہیں ہے کیونکہ تمہاری رگِ جاں ہمارے ہاتھ میں ہے۔ ہماری انگلیوں پر تمہیں ناچنا ہوگا۔ سب دیکھ رہے ہیں لیکن کچھ نہیں کرسکتے۔ امریکہ اس وقت سب سے بڑا مست ہاتھی ہے۔ نیٹو بھی اس کے دباؤ میں ہے۔ اس ہاتھی کے سر پر کون سوار ہے؟ یہود! انہوں نے بڑی پلاننگ کے ساتھ یہ مقام حاصل کیا ہے، حالانکہ اس سے پہلے سن 70 عیسوی سے لے کر 1917ء تک 1847 برسوں کے دوران انہیں فلسطین میں آباد ہونے تک کی اجازت نہیں تھی۔ سن 70ء میں نکالے گئے تھے اور یہ ان کا Diaspora (عہد انتشار) تھا۔ رومن جنرل ٹائیٹس کے ہاتھوں اُن پر اللہ کے عذاب کا کوڑا برسا، جب انہوں نے عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب دی ہے۔ وہ تو اللہ نے اپنے نبی کو بچالیا، انہوں نے کون سی کسر چھوڑی تھی۔ خود دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم نے صلیب دی ہے۔ سن 70ء میں بے دخل کیے جانے کے بعد 1917ء تک ساری دنیا میں مارے مارے پھرتے رہے ہیں۔ 1847 برس تک وہ قوم جو ایول جینس مشہور ہے، دربدر پھرتی رہی۔ یہ ان پر اللہ کا عذاب تھا۔ یہود پر عذاب کا ذکر قرآن میں کئی مقامات پر آیا ہے۔ سورۃ الاعراف میں فرمایا:

﴿وَاِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكَ لَيَبْعَثَنَّ عَلَيْهِمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ يَّسُوْمُهُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ ۭ اِنَّ رَبَّكَ لَسَرِيْعُ الْعِقَابِ ښ وَاِنَّهٗ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ؁﴾

''اور (اس وقت کو یاد کرو) جب تمہارے پروردگار نے (یہود کو) آگاہ کردیا تھا کہ وہ ان پر قیامت تک ایسے شخص کو مسلط رکھے گا جو ان کو بُری بُری تکلیفیں دیتا رہے۔ بے شک تمہارا پروردگار جلد عذاب کرنے والا ہے اور وہ بخشنے والا مہربان ہے۔''

آپ کو یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ یہودیوں کو فلسطین میں وزٹ کی اجازت بھی مسلمانوں نے دلوائی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں جب یروشلم فتح ہوا تو عیسائیوں نے اس شرط پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو چابی دی تھی کہ آپ یہاں پر یہودیوں کو آباد ہونے کا موقع نہیں دیں گے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس شرط کی پابندی کی اور آباد ہونے کی اجازت نہیں دی البتہ وزٹ کرنے کی اجازت دے دی، جو پہلے نہیں تھی۔ آخری عثمانی خلیفہ عبدالحمید کے زوال تک یہی صورتحال برقرار رہی کہ یہودیوں کو وہاں پر آباد ہونے کی اجازت نہیں تھی، صرف وزٹ کرتے تھے۔ یہ بھی آپ کے علم میں ہونا چاہیے کہ یہودیوں نے خلیفہ عبدالحمید کو رشوت بھی پیش کی کہ ہمیں وہاں پر آباد ہونے کی اجازت دے دو، ہم تمہیں سونے میں تول دیں گے لیکن وہ شخص ڈٹا رہا کہ نہیں، جو عہد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کیا وہ میں نہیں توڑ سکتا۔

یہودیوں نے یہ سمجھ لیا تھا کہ جب تک خلافت قائم ہے، ہمارے عزائم پورے نہیں ہوسکتے۔ پروٹوکولز آف دی زائنس میں پوری دنیا پر حکمرانی کے حوالے سے ایک پورا نقشہ کار دے دیا گیا تھا کہ ہمیں کیا کرنا ہوگا۔ غیر یہود کو کیسے اپنے کنٹرول میں لانا ہوگا، کیسے انہیں حیا باختہ کرکے انسانیت کی پٹڑی سے اتارنا ہوگا۔ یہ جانور ہیں، انہیں نکیل ڈالنے کے لیے ہمیں ایک لمبی پلاننگ کرنی ہوگی اور پھر ان پر حکمرانی کرنی ہوگی۔ اس پلاننگ میں ایک بہت اہم شے نظام خلافت کا خاتمہ تھی۔ پروٹوکولز پر عمل درآمد میں خلافت سب سے بڑی رکاوٹ تھی۔ یہودیوں کو سب سے پہلی کامیابی 1917ء میں بالفورڈ ڈیکلریشن کی صورت میں ملی جس میں فلسطین میں یہودیوں کے بسنے کا حق تسلیم کیا گیا۔ تاہم عملی طور پر اس کی اجازت تنسیخ خلافت کے بعد ملی۔ یہ سب کچھ انہی عیسائیوں سے تسلیم کرایا گیا جنہوں نے اس شرط پر یروشلم کی چابی دی تھی کہ یہودیوں کو یہاں پر گھسنے نہیں دینا۔ اسے کہتے ہیں جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے! ؏ فرنگ کی رگ جاں پنجۂ یہود میں ہے۔ اب انہی سے یہ بات منظور کروائی جارہی ہے کہ نہیں، فلسطین پر ان یہودیوں کا حق ہے۔

چاک کردی ترک ناداں نے خلافت کی قبا
سادگی اپنوں کی دیکھ، اوروں کی عیاری بھی دیکھ

یہ ہے سقوط خلافت کا معاملہ! اپنوں کی سادگی اور اوروں کی عیاری کا عالم! (جاری ہے)

[مرتب: محمد خلیق]

☆☆☆

باطل سے تصادم کا مرحلۂ اول

بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ کا فکر انگیز خطاب

یہ بات بھی نوٹ کر لیجیے کہ حضورﷺ کی ذاتی زندگی میں خفیہ دعوت کا کوئی دور نہیں آیا۔ آپؐ نے کوئی بات خفیہ طور پر نہیں کی۔ آپؐ کی کوئی زیرزمین سرگرمیاں نہیں تھیں۔ البتہ Low profile میں ذاتی رابطوں کے ذریعے یہ بات پھیلائی، لیکن پھر جب حکم آ گیا "فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ" یعنی "(اے محمدؐ!) اب ڈنکے کی چوٹ کہو جس کا تمہیں حکم دیا جا رہا ہے۔" تو آپؐ کوہِ صفا پر چڑھے۔ اب تو کوہِ صفا کی بس علامت باقی رہ گئی ہے، حضورﷺ کے زمانے میں وہ باقاعدہ پہاڑی تھی، ایسی پہاڑی کہ جس کے پیچھے کوئی لشکر بھی چھپ سکتا تھا۔ کوہِ صفا پر چڑھ کر آنحضورﷺ نے عرب کے مروجہ دستور کے مطابق قوم کو ندا دی۔ یہیں سے ہمیں یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ دعوت و ابلاغ کے لیے اپنے زمانے میں جو بھی مروجہ طریقے ہوں ان سب کو اختیار کیا جانا چاہیے۔ البتہ اگر حیا اور شرافت کے منافی کوئی شے ہو تو اس سے احتراز کیا جائے۔ اُس دَور میں غارت گری اور لوٹ مار کے لیے قبائل ایک دوسرے پر حملہ کرتے رہتے تھے۔ یہ حملہ عام طور پر رات کو ہوتا، بلکہ رات کے بھی پچھلے پہر small hours of the morning میں، یعنی رات کے دو، تین، چار بجے، جبکہ نیند کا انتہائی غلبہ ہوتا ہے۔ اس وقت سوئے ہوؤں پر آ کر ٹوٹ پڑنا اور قتل و غارت گری اور لوٹ مار کر کے بھاگ جانا، یہ ان کا ایک عام رواج تھا۔ لہٰذا کسی قبیلے کے کسی فرد کو اگر یہ اطلاع مل جاتی کہ کوئی قبیلہ ان پر حملہ آور ہوا چاہتا ہے تو وہ بلند مقام پر چڑھ کر کپڑے اتار کر مادرزاد برہنہ ہو کر نعرہ لگاتا تھا کہ "وَاصَبَاحَا" (ہائے وہ صبح جو آیا چاہتی ہے) یعنی جس میں غارت گری، لوٹ مار اور کشت و خون ہوگا۔

اب اس میں دونوں صورتیں یعنی سمعی اور بصری جمع ہو جاتیں۔ اس لیے کہ جہاں تک تو اس کی آواز جارہی ہوتی وہاں تک لوگ اس کی آواز کو سنتے اور دوڑے چلے آتے اور جہاں اس کی آواز نہیں جارہی ہوتی تو وہ کھڑا ہوا عریاں نظر آتا۔ اسی لیے اسے "نذیرِ عریاں" کہا جاتا تھا، یعنی وہ خبردار کرنے والا، متنبہ کرنے والا جو بالکل ننگا ہو گیا ہو۔ حضورﷺ نے بھی قوم کو آگاہ کرنے کے لیے یہی طریقہ اختیار کیا البتہ برہنگی کے معاملے کی اصلاح کی۔ کیونکہ یہ بات حیا و فطرت کے خلاف ہے اور آپؐ کے لیے ایسا کرنا ناممکن تھا، لیکن نعرہ وہی لگایا کہ "وَاصَبَاحَا"۔ اب لوگ آ کر جمع ہو گئے اور انہوں نے آپؐ سے اس کا سبب دریافت کیا۔ آپؐ اونچائی پر کھڑے تھے، آپؐ نے قوم کو اپنی دعوت پیش کی۔ اس پر آپؐ کا چچا ابولہب کہنے لگا "تَبًّا لَكَ اَلِهٰذَا جَمَعْتَنَا؟" تمہارے لیے ہلاکت و بربادی ہو، کیا تم نے ہمیں اس کام کے لیے جمع کیا ہے؟" ہم تو سمجھتے تھے کہ تم واقعتاً کوئی خبر دینے والے ہو، کوئی بات بتانے والے ہو۔ حضورﷺ نے پہلے فرمایا کہ لوگو! میں اگر تمہیں یہ خبر دوں کہ اس پہاڑی کے پیچھے دشمن کا لشکر ہے جو تم پر ٹوٹ پڑنا چاہتا ہے تو تم میری بات مانو گے یا نہیں؟ یعنی وہ پہاڑی اتنی بڑی تھی کہ اس کے پیچھے کوئی لشکر چھپ سکتا تھا۔ انہوں نے کہا کہ ضرور، اس لیے کہ آپؐ پہاڑ کی بلندی پر کھڑے ہیں اور پہاڑ کے دونوں جانب دیکھ رہے ہیں۔ دوسرے یہ کہ آپؐ نے کبھی جھوٹ بولا ہی نہیں، آپؐ تو الصادق اور الامین ہیں۔ آپؐ نے لوگوں سے پہلے یہ گواہی لے کر بات کی ہے کہ میں تمہیں اللہ کے عذاب سے ڈراتا ہوں، آخرت کے محاسبے سے خبردار کرتا ہوں۔ جس پر آپؐ کے چچا نے کہا تھا کہ "تَبًّا لَكَ اَلِهٰذَا جَمَعْتَنَا؟"۔ بہرحال آپؐ نے ایک دن بھی زیرزمین تحریک نہیں چلائی۔

انقلابی جدوجہد کو اگر انتہائی اختصار سے بیان کیا جائے تو اس کے تین مراحل ہیں۔ پہلا مرحلہ جماعت سازی ہے۔ اس پر مفصل گفتگو ہو چکی ہے۔ دوسرا مرحلہ باطل نظام سے تصادم ہے۔ سیرتِ طیبہؐ میں تصادم میں مرحلہ اول کیا تھا؟ صبرِ محض۔ اس صبرِ محض کے بھی دو مراحل ہیں۔ پہلا مرحلہ وہ ہے جس میں زبانی کلامی تشدد ہوتا ہے۔ یعنی کوفت پہنچاؤ، ذہنی اذیت پہنچاؤ، لیکن کوئی جسمانی تشدد اور جسمانی تکلیف نہ دو۔ اس مرحلہ پر اصل ہدف اور نشانہ خود داعی بنتا ہے، اس کے ساتھی نہیں بنتے۔ اس لیے کہ ابتدا میں لوگ محسوس کرتے ہیں کہ یہ شخص ہے جس کا دماغ خراب ہوا ہے اور یہ ہمارے نوجوانوں کے دماغ خراب کر رہا ہے۔ ان نوجوانوں کو تو انہوں نے reclaim کرنا ہے، انہیں واپس لینا ہے، لہٰذا اُن کے خلاف ابھی ہاتھ نہیں اُٹھائے جائیں گے بلکہ داعی کی شخصیت کو مجروح کرنے (Character Assassination) کی کوشش ہوگی۔ کہا جائے گا کہ یہ پاگل ہے، fanatic ہے، ساحر ہے، شاعر ہے اور دیوانہ ہے۔ سیرتِ مطہرہ میں یہ ساری ہی باتیں ملتی ہیں، جن کا تذکرہ ابتدائی مکی سورتوں میں آتا ہے۔ مکی دور کے قریب قریب تیرہ برس کے ابتدائی تین سالوں میں صرف نبی اکرمﷺ پر تشدد ہوا ہے اور یہ تشدد جسمانی نہیں بلکہ صرف زبانی کلامی تھا کہ ان کو کوفت پہنچاؤ، انہیں ذہنی اذیت دو۔ جیسے کہ قرآن مجید میں سورۃ الحجر میں ان معاندین و مخالفین کا یہ قول نقل کیا گیا ہے: ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْ نُزِّلَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ اِنَّكَ لَمَجْنُوْنٌ﴾ اگر عربی زبان سے ذرا سی واقفیت ہو تو اندازہ ہوگا کہ کتنا زہر میں بجھا ہوا یہ جملہ ہے: "اے فلانے جو یہ سمجھتا ہے کہ اس پر کوئی ذکر نازل ہو رہا ہے، ہم تو تم کو پاگل سمجھتے ہیں۔" اب یہ بات بھی محمد رسول اللہﷺ نے سنی۔ غور کیجیے، آپؐ کی طبیعت پر اس کا کس قدر اثر ہوا ہوگا۔ اس کو کہتے ہیں اعصابی جنگ (War of Nerves) یعنی کسی طرح سے ان کی قوت ارادی کو ختم کر دو، ان کے اندر جو آہنی عزیمت ہے کسی طرح اس کو پگھلا کر رکھ دو۔ اسی سورۃ الحجر کے آخر میں یہ الفاظ آئے ہیں۔ ﴿وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّكَ يَضِيْقُ صَدْرُكَ بِمَا يَقُوْلُوْنَ﴾ "(اے

محمد ﷺ) ہمیں خوب معلوم ہے کہ جو کچھ یہ کہہ رہے ہیں اس سے آپ ﷺ کا سینہ بھنچنے لگتا ہے (آپ ﷺ کو شدید ذہنی اذیت وکوفت ہوتی ہے)''۔

داعی سوچتا ہے کہ یہی وہ لوگ ہیں جو کل تک میرے قدموں تلے آنکھیں بچھاتے تھے، جو مجھے دیکھتے ہی کہا کرتے تھے: جَاءَ الصَّادِقُ، جَاءَ الْاَمِیْنُ ...... ہر جگہ خیر مقدم ہوتا تھا، ہر ایک مجھ سے محبت کرتا تھا، ہر شخص میرا احترام کرتا تھا، لیکن یہی لوگ ہیں جو آج میرا استہزاء و تمسخر کر رہے ہیں، کوئی مجنون و دیوانہ کہہ رہا ہے، کوئی شاعر و ساحر کہہ رہا ہے۔ سورۃ الدخان میں فرمایا: ﴿وَقَالُوْا مُعَلَّمٌ مَّجْنُوْنٌ﴾ ''وہ کہنے لگے (یہ تو معاذ اللہ) پڑھایا ہوا (اور) دیوانہ ہے''۔ یعنی آپ ﷺ کو کوئی اور سکھاتا پڑھاتا ہے اور یہ آ کر ہم سے کہتے ہیں کہ یہ کلام مجھ پر اللہ کی طرف سے نازل ہو رہا ہے۔ ذرا اندازہ لگائیے کہ حضور ﷺ کے قلب مبارک پر کیا گزرتی ہوگی جب یہ باتیں کہی جاتی ہوں گی۔ مزید برآں آپ ﷺ کے متعلق یہ بھی کہا جاتا تھا کہ ان پر کسی آسیب کا سایہ ہوگیا ہے۔ روایات میں آتا ہے کہ ایک روز حضور ﷺ کی خدمت میں عتبہ بن ربیعہ آیا جو قریش کے بڑے سرداروں اور چودھریوں میں سے تھا۔ نبی اکرم ﷺ کے معاندین ومخالفین میں سے یہ شخص بڑا شریف النفس تھا۔ وہ بڑے ہی مخلصانہ و مشفقانہ اور بڑے ہی مربیانہ و ہمدردانہ انداز میں حضور ﷺ سے کہنے لگا کہ ''بھتیجے! اگر واقعی تم پر کسی بدروح کا سایہ ہوگیا ہے تو مجھے بتا دو، میرے بہت سے عاملوں اور ماہر فن کاہنوں سے تعلقات ہیں، میں کسی کو بلا کر تمہارا علاج کرادوں گا''۔ غور کا مقام ہے کہ یہ سن کر حضور ﷺ کے قلبِ مبارک پر کیا گزری ہوگی۔ تشدد کا پہلا نشانہ بحیثیتِ داعیٔ اول جناب محمد ﷺ کی ذاتِ اقدس تھی۔ استہزاء وتمسخر بھی بلاشبہ تشدد ہوتا ہے، بلکہ ذہنی اور نفسیاتی کوفت سے بڑا تشدد کوئی اور نہیں۔ جسمانی اذیت سے کہیں زیادہ تکلیف انسان کو اُس وقت ہوتی ہے جب اسے ذہنی کوفت پہنچتی ہے۔ چنانچہ ابتدائی تین سال تک اعصاب شکنی کی پوری کوشش ہوتی رہی، تاکہ آپ ﷺ کے اعصاب ٹوٹ کر رہ جائیں اور آپ ﷺ میں وہ ہمت باقی نہ رہے کہ کھڑے رہ کر دعوت پیش کرتے رہیں۔

مخالفین کی طرف سے اس کی ایک اور انداز سے بھی کوشش ہوئی تھی۔ بعض عامل لوگوں نے بہت سی ریاضتوں کے ذریعہ سے اپنی آنکھوں کے اندر ایک خاص کشش اور چمک پیدا کرلی ہوتی ہے اور قوتِ ارادی کو اپنی آنکھوں میں اس طور سے مرتکز کرلیا ہوتا ہے کہ وہ کسی کو گھور کر دیکھیں تو وہ دہل کر رہ جائے اور اس کی قوت ارادی پاش پاش ہوجائے۔ یہ نفسیاتی مشقیں دنیا میں ہر دور میں ہوتی رہی ہیں اور آج کے دور میں تو اس نے ایک باقاعدہ فن کی صورت اختیار کرلی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ پر ایسی کوششیں بھی کی گئیں۔ سورۃ القلم میں فرمایا گیا ہے: ﴿وَاِنْ یَّکَادُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَیُزْلِقُوْنَکَ بِاَبْصَارِهِمْ لَمَّا سَمِعُوا الذِّکْرَ وَیَقُوْلُوْنَ اِنَّهٗ لَمَجْنُوْنٌ﴾ ''یہ کفار جب ''الذکر'' یعنی قرآن سنتے ہیں تو یہ آپ ﷺ کو ایسی نگاہوں سے گھور کر دیکھتے ہیں گویا آپ ﷺ کے قدم اکھاڑ دیں گے (آپ ﷺ کی آہنی قوت ارادی کو پاش پاش کردیں گے) اور یہ کہتے ہیں کہ (معاذ اللہ) یہ ضرور مجنون و دیوانہ ہے''۔ استہزاء وتمسخر کے یہ الفاظ آپ ﷺ کے قلبِ مبارک پر تیر کی طرح جا کر لگ رہے ہیں۔ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس قسم کے عاملین کی باقاعدہ خدمات حاصل کی گئیں کہ وہ اپنی نگاہوں سے جناب محمد ﷺ کی قوت ارادی کو پاش پاش کرکے رکھ دیں۔ مولانا اصلاحی صاحب نے ہمیں بتایا تھا کہ اس کا ایک خاص طریقہ ہے۔ رات کو عین تہجد کے وقت سفید لباس پہنو، سفید چادر بچھاؤ، اس کے اوپر سفید کاغذ پر ایک نکتہ لگاؤ، اور پھر اُس پر اپنی نگاہ جماؤ، دیکھتے رہو۔ پلک جھپکنے نہ پائے۔ اس سے آنکھوں میں ایک خاص قوت جمع ہو جائے گی۔ اب آپ کسی کو دیکھیں گے تو وہ آپ کی نگاہ سے نگاہ نہیں ملا سکے گا۔

پس یہ ہے تشدد کا پہلا دور یعنی داعیٔ اول کو ذہنی کوفت پہنچانے کی ہر امکانی سعی وکوشش۔ چنانچہ پہلے تین سال میں کوئی ثبوت نہیں ملتا کہ رسول اللہ ﷺ کے علاوہ کسی اور صاحب ایمان کے ساتھ یہ برتاؤ کیا گیا ہو۔ اس لیے کہ ان کے نقطۂ نظر کے اعتبار سے اصل مسئلہ تو داعیٔ اول ہی تھا جو یہ دعوت لے کر کھڑا ہوا۔ لہٰذا وہ کہتے تھے کہ کسی طریقہ سے اس کو دعوت حق سے باز رکھنے میں کامیاب ہو جائیں تو مسئلہ باقی نہیں رہے گا۔ ہمارے کچھ جوشیلے اور سر پھرے نوجوان ہیں اور ہمارے شرفاء میں سے بھی کچھ لوگ اس کی باتوں میں آگئے ہیں، لیکن اگر ہم نفسیاتی و ذہنی حملوں کے ذریعہ سے اس داعیٔ اول کو بددل (disheart) کردیں اور اس کی قوت ارادی کو ختم کردیں تو یہ سب سے کامیاب حربہ ہے۔ پھر کامیابی ہی کامیابی ہے۔ (جاری ہے)

ماہ شعبان المعظم اور شب براءت کی فضیلت

بھی ضائع کرتے ہیں اور گناہ بھی سرمول لیتے ہیں۔ آتش بازی اڑوس پڑوس کے لیے جان لیوا بھی ہے۔ ہمیں چاہیے کہ اس بیکار مشغلہ میں اپنی جان و مال برباد نہ کریں۔ اس رسم بد سے خود بھی بچیں اور اپنے بچوں کو بھی اس سے منع کریں اور انہیں بتائیں کہ اس سے اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ ناراض ہوتے ہیں۔

چراغاں: شب براءت میں لوگوں نے یہ دستور بنا لیا ہے کہ مسجدوں اور گھروں میں بہت زیادہ روشنی کا اہتمام کرتے ہیں۔ مسجدوں پر قمقمے لگاتے ہیں اور مکانوں کی چھتوں پر موم بتیاں جلاتے ہیں۔ لوگوں کو جاننا چاہیے کہ یہ ایک مشرکانہ رسم اور ہندوؤں کی دیوالی کی نقل ہے، جو ناجائز اور حرام ہے۔ اس رسم کی ابتدا برامکہ سے ہوئی ہے جو آتش پرست تھے۔

جلوس کی شکل میں قبرستان جانا: شعبان کی پندرھویں شب میں قبرستان جا کر دعا اور استغفار کرنا مستحب ہے اور حدیث سے ثابت ہے لیکن قبرستان میں اکیلے جائیں، جتھے اور جماعت بنا کر نہ جائیں اور شریعت کے مطابق فاتحہ پڑھ کر واپس آجائیں اور صرف مرد جائیں عورتیں نہ جائیں۔ مرد بھی اس شب قبرستان جانے کو فرض یا واجب نہ سمجھیں بلکہ یہ ایک مستحب عمل ہے۔

مساجد میں اجتماعات: ایک رسم مساجد میں اجتماعات کی ہے۔ لوگ کھانے پینے کی چیزیں مساجد میں لاکر عبادت کم اور گپ شپ زیادہ کرتے ہیں۔ شور وشغب اور لہو لعب میں لگ کر آداب مسجد کو پامال کرتے ہیں، اور نیکیاں برباد اور گناہ لازم کا مصداق بنتے ہیں۔ اس لیے اس طرح کے اجتماعات سے بھی بچنا ضروری ہے۔

حلوے مانڈے کی رسم: مسلمانوں نے اس رسم کو بھی ایسا لازم کرلیا ہے کہ اس کے بغیر سمجھتے ہیں کہ شب براءت ہی نہیں ہوتی۔ ہماری عورتیں عبادت یا دعا کی بجائے اچھے اچھے کھانے، حلوہ، کھیر وغیرہ بناتی ہیں اور تقسیم کرتی ہے۔ اگر کوئی اس رسم سے بچے تو اسے برا سمجھتی ہیں۔ حالانکہ اس شب میں ایسا کوئی کام شریعت سے ثابت نہیں۔ لہٰذا ہم سب کو چاہیے کہ ان فضولیات اور لغویات کو چھوڑ کر اس شب میں ان کاموں میں مشغول ہو جائیں جن سے اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ﷺ راضی ہو۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بدعات سے بچنے اور نیک اعمال کی توفیق عطا فرمائیں۔ (آمین)

نظامِ خلافت کا قیام آپشن نہیں، اسلامی تعلیمات کا نچوڑ اور دینی فریضہ ہے۔ (ڈاکٹر فرید احمد پراچہ)

قرآن جس معاشرتی، معاشی اور سماجی مساوات کا حکم دیتا ہے وہ نظامِ خلافت کے بغیر ممکن نہیں۔ (محمد انیس الرحمٰن)

نظامِ خلافت کے قیام کے لیے مسلمانوں میں جذبہ جہاد پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ (انجینئر مختار فاروقی)

خلافت کے بغیر دنیا میں امن قائم نہیں ہوسکتا، ظالمانہ نظام کا متبادل صرف خلافت ہے۔ (مفتی حمید اللہ جان)

عالمی سیاسی بساط پر پھیلے ائمہ کفر سن لیں، دنیا میں خلافت کا دور شروع ہونے والا ہے۔ (مولانا الطاف الرحمٰن بنوی)

نظامِ خلافت ہی دنیا میں خیر و برکت اور امن و امان کا ضامن ہے۔ (حافظ عاکف سعید)

تحریکِ خلافت پاکستان کے زیرِ اہتمام ''احیائے خلافت سیمینار'' کی مفصل رُوداد

رپورٹ: وسیم احمد

90 برس قبل 28 رجب 1342ھ کو ترک نادان مصطفیٰ کمال پاشا نے خلافت کی قبا چاک کر کے مسلمانوں کی مرکزیت کو ختم کرنے کے صیہونی منصوبے کو کامیاب کیا تھا۔ امسال 28 رجب یعنی 30 جون 2011ء کو تحریکِ خلافت پاکستان نے قرآن آڈیٹوریم نیو گارڈن ٹاؤن لاہور میں بعد نمازِ مغرب ''احیائے خلافت سیمینار'' کا انعقاد کیا جس کی صدارت صدرِ تحریک خلافت پاکستان و امیر تنظیم اسلامی جناب حافظ عاکف سعید نے فرمائی۔ پروگرام کا باقاعدہ آغاز قاری احمد ہاشمی کی تلاوتِ قرآن پاک سے ہوا۔ رفیقِ تنظیم اسلامی جناب محمد افتخار نے مسدس حالی کے چند اشعار: ؎ اے خاصہ خاصان رسل وقت دعا ہے۔ امت پہ تیری آکے عجب وقت پڑا ہے۔ انتہائی پرسوز انداز میں پڑھے۔

ڈاکٹر فرید احمد پراچہ، ڈپٹی سیکرٹری جنرل جماعت اسلامی

پروگرام کے پہلے مقرر ڈاکٹر فرید احمد پراچہ تھے۔ انہوں نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ میں تنظیم اسلامی اور تحریک خلافت کا شکر گزار ہوں کہ انھوں نے احیائے خلافت سیمینار کے ذریعے سے اُمتِ مسلمہ کو اُس کی عظمت رفتہ یاد کرانے اور بہتر مستقبل کی نقشہ گری کے لیے اس پروگرام کا اہتمام کیا ہے۔ حالات و واقعات پر نظر دوڑائیں، تو آج پورے عالمِ اسلام کی صورتِ حال ایک لحاظ سے بہت ہی اُمید افزا ہے۔ لیکن دوسرے اعتبار سے بڑی حوصلہ شکن بھی ہے۔ دنیا میں مسلمانوں کی تعداد ایک ارب ساٹھ کروڑ ہے۔ 57 سے زیادہ آزاد اسلامی ریاستیں ہیں۔ لاکھوں مربع میل کا علاقہ ہمیں میسر ہے۔ دنیا کے وسائل کا 70 فیصد حصہ ایک لحاظ سے ہمارے پاس ہے۔ تقریباً 65 لاکھ افواج ہیں۔ مسلمان ملکوں کے پاس اسلحہ کی کمی بھی نہیں ہے۔ روایتی اسلحہ کے علاوہ پاکستان دنیا کی ساتویں اور عالم اسلام کی پہلی ایٹمی قوت ہے۔ مال و دولت کی کمی بھی نہیں ہے۔ عرب ممالک کے گیارہ سو پچاس بلین ڈالر امریکہ اور یورپ کے بینکوں میں جمع ہیں۔ اس صورتِ حال کے باوجود آج یہ بھی اتنی ہی بڑی حقیقت ہے کہ دنیا میں پانی اتنا سستا نہیں جتنا مسلمانوں کا لہو سستا ہے۔ چڑیوں کا شکار اتنا آسان نہیں جتنا مسلمان کا شکار آسان ہے۔ ؏ ''برق گرتی ہے تو بیچارے مسلمانوں پر'' کے مصداق دنیا کے اندر لاشیں ہم اُٹھا رہے ہیں۔ زخمیوں کو ہم ہسپتالوں میں پہنچا رہے ہیں۔ خیمہ بستیاں ہماری بنی ہوئی ہیں۔ پوری دنیا میں مسلمان مر بھی رہے ہیں۔ مارے بھی جا رہے ہیں اور دہشت گرد بھی انہیں ہی قرار دیا جا رہا ہے۔ دنیا کے کسی ملک میں کسی مسلمان ملک کی فوج داخل نہیں ہے۔ لیکن ہمارے ممالک کے اندر فلسطین میں یہودیوں کی افواج، کشمیر میں ہندوؤں کی افواج، عراق اور افغانستان پر نیٹو اور امریکہ اور ان کے حواریوں کی افواج اپنا تسلط جمانے کی کوشش کر رہی ہیں۔ اس ساری صورتِ حال کے باوجود کہ ہمارے اوپر اغیار کا قبضہ ہے، انھوں نے ہمیں غلام بنایا ہوا ہے، ہم معاشی طور پر بھی جکڑے ہوئے ہیں، دنیا میں کہیں آئی ایم ایف کا غلبہ ہے اور مسلمان ممالک میں غربت اور افلاس بڑھ رہا ہے، مہنگائی اور بے روزگاری بڑھ رہی ہے، قرضے اور کرپشن بھی بڑھ رہی ہے، اس کے ساتھ ساتھ ہمارے شاہانہ اخراجات بھی بڑھ رہے ہیں۔ یہ وہ منظر نامہ ہے جس کی اگر ساری وجوہات بیان کی جائیں تو اس کے لیے بہت وقت درکار ہے۔ ایک لفظ کے اندر ہم بیان کریں تو یہ امر واقعہ ہے کہ دنیا کے اندر مسلمانوں کی حکومت ہے، اسلام کی حکومت نہیں ہے۔ دنیا میں حکمران تو ہم ہیں لیکن خلافت کے نظام سے محروم ہیں۔ جس کی وجہ سے ذلت و رسوائی ہمارا مقدر بن چکی ہے۔ آیئے، آج 28 رجب کو امت کے خلافت سے محروم ہونے کے دن نظام خلافت کے چند پہلوؤں پر اختصار سے بات کریں۔

> جمہوریت انگریز کا دیا ہوا نظام ہے اور یہ سرمایہ دارانہ نظام کو تحفظ دینے کے لیے ترتیب دیا گیا ہے (مفتی حمید اللہ جان)

اس حوالے سے پہلی بات یہ کہ نظامِ خلافت کا قیام آپشن نہیں، اسلامی تعلیمات کا نچوڑ اور دینی فریضہ ہے کہ جیسے قرآن پاک میں فرمایا گیا ہے:

''بے شک دین اللہ کے نزدیک اسلام ہے۔''

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ:

''دین کے اندر مکمل داخل ہو جاؤ۔''

اور پھر سب سے بڑھ کر یہ بات کہ مسلمانوں کو قوم نہیں بنایا گیا، اُمت بنایا گیا ہے۔ قوم اور امت میں فرق ہے۔

قومیں عصبیتوں سے بنتی ہیں جبکہ امت عقیدے سے بنتی ہے۔ قوم زبان، علاقے اور نسلوں سے بنتی ہے، اُمت ایمان سے بنتی ہے۔ ہمیں اُمت بنایا گیا۔ قرآن پاک میں خلافت کا پورا نظام بتایا گیا ہے۔ اللہ کا وعدہ ہے اگر تم ایمان لاؤ اور نیک اعمال کرو تو اللہ تعالیٰ زمین کا اختیار

نام نہاد دہشت گردی کے خلاف امریکی جنگ میں بھرپور ساتھ دینے کی پاداش میں ہم اللہ کی طرف سے مسلط کردہ عذاب کی مختلف شکلوں میں گرفتار ہیں (مولانا الطاف الرحمٰن بنوی)

تمہیں دے گا جیسے پہلوں کو دیا گیا تھا۔ اس اقتدار کے ذریعے، اس حکومت کے ذریعے اللہ تعالیٰ دین کو قائم فرما دیں گے۔ اور صرف دین قائم نہیں ہوگا بلکہ اس کے ساتھ حالتِ خوف بھی تبدیل ہو جائے گی۔ خلافت کا مطلب اللہ کی حاکمیت اعلیٰ ہے۔ ((اِنِ الْحُکْمُ اِلَّا لِلّٰہِ)) ''حکم صرف اللہ کا چلے گا۔'' جو اللہ کے احکامات کے مطابق اپنا نظامِ حکومت نہیں چلاتے از روئے قرآن وہ کافر ہیں، ظالم ہیں، فاسق ہیں۔ شورائیت اور فلاحی مملکت کے حوالے سے بہت سی تفاصیل ہیں، میں اس وقت مختصراً عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ترکی میں دنیا کا بدترین سیکولر نظام نافذ تھا۔ اسی ترکی میں نجم الدین اربکان، سعید نورسی پیدا ہوئے اور اب طیب اردگان ہیں، جنہوں نے انتخابات میں حصہ لے کر پہلے 37 فیصد عوامی تائید حاصل کی۔ پھر 47 فیصد لی اور اب 51 فیصد ووٹ لیے اور یہ تائید روز بروز بڑھی ہے۔ لوگ اسلامی اقدامات کے ثمرات دیکھ رہے ہیں کہ ترکی ایک فلاحی ریاست بن رہا ہے۔ وہاں انصاف ملتا ہے۔ صحت عامہ کی پالیسیاں ٹھیک ہیں۔ معیشت بہترین ہے۔ ملک ترقی کی طرف گامزن ہے۔ وہاں حکمران بدعنوان نہیں ہیں، کرپشن نہیں ہے۔ کچھ عجب نہیں کہ ایک وقت آئے کہ یہی حکمران دستور میں ترامیم کر کے ترکی کو نظامِ خلافت اور نفاذِ شریعت کا ایک مرکز بنا دیں۔ دنیا کے حالات کروٹ بدل رہے ہیں۔ ان شاء اللہ دنیا کے اندر امریکی سامراج جلد شکست کھائے گا۔ امت مسلمہ اُٹھ رہی ہے اور جہاد سے وابستہ ہو رہی ہے اور ان کے دلوں میں انقلاب آ رہا ہے۔ وہ کسی بھی راستے سے آئے وہ چاہے جہاد سے آئے یا انتخاب سے آئے لیکن یہ بات اب نوشتۂ دیوار ہے کہ 21 ویں صدی غلبۂ اسلام کی صدی ہوگی، اور ان شاء اللہ مسلمان ممالک کے اندر فرسودہ قیادتیں استعمار کی ایجنٹ اور امریکہ کی پروردہ حکومتیں جلد رخصت ہوں گی۔ مولانا مودودیؒ نے بھی یہ بات کہی تھی کہ ایک وقت آئے گا کہ سرمایہ دارانہ سوشلزم کے نظام کو ماسکو کی گلیوں میں بھی پناہ نہیں ملے گی اور سرمایہ دارانہ ڈیموکریسی لندن، پیرس اور نیویارک میں لرزہ براندام ہوگی۔ علامہ اقبال اس سے پہلے فرما چکے ہیں ۔

گزر گیا اب وہ دور ساقی کہ چھپ کے پیتے تھے پینے والے
بنے گا سارا جہاں مے خانہ' ہر کوئی بادہ خوار ہوگا
نکل کے صحرا سے جس نے روما کی سلطنت کو الٹ دیا تھا
سنا ہے یہ قدسیوں سے میں نے وہ شیر پھر ہوشیار ہوگا
تمہاری تہذیب اپنے خنجر سے آپ ہی خودکشی کرے گی
جو شاخ نازک پہ آشیانہ بنے گا ناپائیدار ہوگا

انجینئر مختار فاروقی، (ناظم اعلیٰ تحریک خلافت وصدر انجمن خدام القرآن جھنگ)

انجینئر مختار فاروقی نے کہا کہ خلافت ایک اجتماعی نظام حکومت ہے، جو ہر مسلمان کے ذہن میں ہے اور مسلمانوں کے اجتماعی شعور میں بیدار اور زندہ ہے۔ آج اس کے احیاء کی ضرورت ہے۔ یہ تصور ذہن میں رہے کہ یہ خلافت کا نظام اللہ تعالیٰ کا عطا کردہ ہے اور اللہ نے خلافت کا تاج حضرت انسان کے سر پر خود سجایا تھا۔ جب بہت پہلے انسان کی تخلیق کا مرحلہ بھی آنے والا تھا تو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں

جن عالمی دجالی قوتوں نے خلافت اسلامیہ کو زوال پذیر کیا تھا انہوں نے اس بات کا اس سے کہیں زیادہ اہتمام کیا تھا کہ خلافت کا دوبارہ احیاء نہ ہو سکے (محمد انیس الرحمٰن)

فرشتوں سے تذکرہ کیا، آدمؑ کے جسد خاکی سے پہلے کہ میں زمین میں انسان پیدا کرنے جا رہا ہوں اور جو خلیفہ کہلائے گا۔ تو یہ تاج اللہ نے حضرت انسان میرے اور آپ کے سر پر خود سجایا ہے۔ اور اس کی عملی شکل کچھ ایسے بنی کہ اس نظام کے لیے محمد رسول اللہ ﷺ کے ہاتھوں خالص انسانی سطح پر پاؤں پاؤں چل کر محنت ہوئی اور 23 سالوں میں ایک انسان سے نظریہ شروع ہوا۔ پھر یہ نظریہ نہ صرف سرزمین عرب میں بلکہ اس سے باہر بھی پھیل گیا، اور وہ حکومت قائم ہوگئی جس کے لیے محمد رسول اللہ ﷺ کی حیاتِ طیبہ میں نظام خلافت کے الفاظ سامنے نہیں آئے، لیکن آپؐ کے وصال کے بعد اس کو خلافت راشدہ ہی کہا گیا۔ اس کے سب سے پہلے پشتیبان اور محافظ خوش قسمت انسان تھے۔ وہ محمد رسول اللہ ﷺ کے تربیت یافتہ تھے۔ وہ ایسے شاگرد تھے جن پر حضور ﷺ کو سب سے زیادہ اعتماد تھا۔ یہ نظام جسے اللہ تبارک و تعالیٰ نے عطا فرمایا، محمد رسول اللہ ﷺ نے قائم کیا اور خلفائے راشدین کے متبرک ہاتھوں سے یہ پھیلا اور اس کی برکات آج بھی ہمارے سامنے ہیں۔ مغرب گزشتہ دو صدیوں سے ہمارے خاندانی نظام کو تباہ کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ لیکن وہ خاندانی نظام جو خلافتِ راشدہ میں قائم ہوا تھا، آج بھی اس کی برکات ہمارے خاندانوں میں قائم ہیں۔ مغرب اس کی جڑیں کھوکھلی نہیں کر سکا۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ نظام خلافت میں بہت سے نشیب و فراز آتے رہے۔ یہ نظام مختلف مراحل سے گزرا، کبھی اس کا مرکز مدینہ تھا، کبھی کوفہ چلا گیا، کبھی شام چلا گیا، کبھی بغداد تھا، کبھی غرناطہ تھا، کبھی وہ استنبول اور قسطنطنیہ چلا گیا تھا۔ قسطنطنیہ میں آج سے نوے سال پہلے ایک بابائے ترک نے جو فرضی اور خودساختہ بابائے قوم تھا، صیہونیت کا ایجنڈا پورا کرتے ہوئے نظام خلافت کو ختم کر دیا اور صرف نظام خلافت ہی کو طے نہیں کیا اس نے اسلامی نظام کو ختم کر کے رومن لاء نافذ کر دیا۔ یہ شرمندگی کی بات ہے لیکن آج نوے سال بعد اسی 28 رجب کی یاد میں جب ہم یہ دن منا رہے ہیں، تحریک خلافت پاکستان کی یہ کوشش ہے کہ پاکستان میں خلافت کا احیاء کر دیا جائے، اس کو دوبارہ دنیا میں رائج کر دیا جائے، اس کے لیے محنت کی جائے، ذہن سازی کی جائے، اس کے بارے میں لوگوں کو بتایا جائے۔ خاص طور پر نئی نسل کو بتانے کی ضرورت ہے۔

اللہ نے انسان کو خلیفہ بنایا تو اسی نے انسانی ضرورتوں کے لیے آسمان سے وحی اور پیغمبروں کے ذریعے ہماری راہ نمائی فرمائی۔ اجتماعی نظام کے قیام کے لیے بھی اللہ نے پیغمبروں ہی کے ذریعے ہماری راہ نمائی فرمائی۔ اللہ نے اس کو خلافت کا نام دیا ہے۔ محمد رسول اللہ ﷺ کے ذریعے وہ نظام قائم ہوا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہاتھوں اس کو

استحکام ملا اور دنیا نے دیکھا کہ حضرت ابوبکر ؓ، حضرت عمر ؓ، حضرت عثمان ؓ، حضرت علی ؓ اور اس کے بعد حضرت معاویہ ؓ کے دور میں ان کی حکومت تین براعظموں پر پھیلی ہوئی تھی۔ اور اس وقت کا سارے کا سارا متمدن علاقہ مسلمانوں کے زیر اثر تھا۔ اِس نظام کے دوبارہ احیاء کے لیے اس وقت سخت محنت درکار ہے۔ یہ نظام صرف خواہشات سے نہیں آئے گا۔ یہ نظام صرف دعائیں کرنے سے نہیں آئے گا۔ نظام صرف اس سیمینار میں شرکت اور اس کے آخر میں دعا اور خوش ہو کر چلے جانے سے نہیں آئے گا۔ علامہ اقبال نے فرمایا: ؎

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

وہ جذبہ چاہیے، شمشیر پدر خواہی بازو پدر آور اگر تم چاہتے ہو کہ تمہارے باپ کی وراثت وہ شمشیر تمہیں دے دی جائے، جس سے انھوں نے ساری دنیا کو فتح کر لیا تھا تو وہ بازو بھی تو لے آؤ جس میں شمشیر پکڑی ہوئی تھی۔ وہ بازو ہمارے پاس نہیں ہیں۔ وہ جذبہ وہ حوصلہ نہیں ہے۔ تو اگر ہم چاہتے ہیں کہ یہ نظامِ خلافت دنیا میں دوبارہ آئے تو اس کے لیے جہاں ذہن سازی کی ضرورت ہے، جہاں کچھ پڑھنے پڑھانے سیکھنے سکھانے کی ضرورت ہے، وہاں اس بات کی بھی ضرورت ہے کہ ہم اپنے اخلاق و کردار سے، اپنے اسلاف، صحابہ کرامؓ، اور محمد رسول اللہ ﷺ کی سیرت کے نقشے پیش کریں۔ وہ جذبہ جہاد جو صحابہ کرام ؓ میں تھا وہ بابرکت جذبہ درکار ہے جو مدنی زندگی والا تھا اور محمد رسول اللہ ﷺ کے دور میں تھا تو پھر یہ خلافت کا نظام آئے گا اور مغرب زوال پذیر ہو گا۔ جب یہ بابرکت نظام آئے گا تو مغرب کے ابلیسی نظام کو سر چھپانے کی جگہ نہیں ملے گی۔ اب جب بھی یہ نظام خلافت آئے گا تو پوری دنیا میں پھیلے گا اور گلوبل ہو گا۔ میں یہ بات اپنی طرف سے نہیں کہہ رہا۔ عالمی غلبہ اسلام کے حوالے سے محمد رسول اللہ ﷺ کا فرمان یقیناً سچ ثابت ہو کر رہے گا اور دنیا دیکھے گی کہ پورے گلوب پر ان شاء اللہ جلد نظام خلافت قائم و غالب ہو گا، ان شاء اللہ۔

> **نظامِ خلافت کے لیے جہاں ذہن سازی، پڑھنے پڑھانے، سیکھنے سکھانے کی ضرورت ہے، وہاں اس بات کی بھی ضرورت ہے کہ ہم اپنے اخلاق و کردار سے، اپنے اسلاف، صحابہ کرام ؓ، اور محمد رسول اللہ ﷺ کی سیرت کے نقشے پیش کریں (انجینئر مختار فاروقی)**

مولانا الطاف الرحمٰن بنوی، شیخ الحدیث جامعہ امداد العلوم پشاور

مولانا الطاف الرحمٰن بنوی نے نظام خلافت کے معنی و مصداق اس نظام کی مزاجی خصوصیات اس دنیا میں نظام خلافت کے ہونے کی برکات اور نہ ہونے کے نقصانات کے حوالے سے مفصل تحریری مقالہ پیش کیا۔ جس میں انہوں نے واشگاف الفاظ میں کہا کہ عالمی سیاسی بساط پر پھیلے آئمہ کفر کی مخالفت کے باوجود دنیا میں خلافت کا مبارک دور شروع ہونے والا ہے۔ نظام خلافت کا قیام جمہوریت یا دعوت و تبلیغ کے ذریعے نہیں، جہاد بالسیف کے ذریعے ممکن ہے۔ مسلم امہ جتنی جلدی احیائے خلافت کی تحریک کا آغاز کرے گی دنیا و آخرت میں انتہائی سربلند ہو گی۔ نام نہاد دہشت گردی کے خلاف امریکی جنگ میں بھرپور ساتھ دینے کی پاداش میں ہم اللہ کی طرف سے مسلط کردہ عذاب کی مختلف شکلوں میں گرفتار ہیں۔ اس عذاب سے نجات کے لیے اس جنگ سے کھلی برأت کا اظہار کرنا ہو گا۔ مولانا الطاف الرحمٰن بنوی کا تفصیلی مقالہ قارئین کے استفادے و ریکارڈ کے لیے ان شاء اللہ جلد ندائے خلافت میں من و عن شائع کیا جائے گا۔

محمد انیس الرحمٰن، ایڈیٹر ندائے ملت

جناب محمد انیس الرحمٰن نے سیمینار سے خطاب کرتے ہوئے کہا جیسا کہ ہم سب اس بات سے واقف ہیں کہ خلافت اسلام میں ریاست اور حکومت کو کہا جاتا ہے۔ ایک ایسی ریاست جہاں پر رائج معاشرے میں انسان اللہ رب العزت کے بنائے ہوئے قوانین کے مطابق زندگیاں بسر کر سکیں اور ریاستی حکومت ایسے قوانین اور معاشرتی اقدامات کا اہتمام کرے جس کے پہلو سے اللہ رب العزت کی اطاعت کا اظہار ہو۔ جیسا کہ آج اس مجلس کا موضوع ہے کہ ''آج نظام خلافت کا احیاء وقت کی اہم ترین ضرورت ہے'' میری ناقص رائے میں نظام خلافت کا احیاء صرف آج نہیں بلکہ جب سے اسلام ایک بین الاقوامی نظام کے طور پر دنیا کے سامنے پیش کیا گیا اُس وقت سے ہی خلافت اسلامیہ کا وجود اہم ہو جاتا ہے۔ اللہ رب العزت نے قرآن کریم کے ذریعے انسانوں کے درمیان جس قسم کی معاشرتی، معاشی اور سماجی مساوات کا حکم دیا ہے اس کا قیام ریاست کے اس تصور کے بغیر ممکن نہیں جو خلافت پر مبنی ہے۔ عدل و انصاف کا وہ طریقہ جس میں حکمرانِ وقت بھی قاضی کے سامنے کٹہرے میں کھڑا کر دیا جائے نظامِ خلافت کے بغیر ممکن ہی نہیں ہے۔ اس کے علاوہ ہمیں یہ بات بھی ذہن نشین رکھنی چاہیے کہ نظام خلافت کسی خاص خطے یا قوم کے لیے نہیں ہے بلکہ یہ ایک ایسی گلوبلائزیشن کی تحریک ہے جس میں انسان، رنگ، نسل ذات پات سے عاری ہو کر ایک آفاقی قانون اور معاشرتی حد بندیوں کے تحت انصاف پر مبنی سماج کا حصہ بنتا ہے۔ اس لیے ہم کہہ سکتے ہیں کہ جس وقت حضرت محمد ﷺ نے اسلام کی دعوت کا اعلان کیا تو معلوم تاریخ میں یہ پہلی انسانی گلوبلائزیشن کی تحریک کے طور پر سامنے آیا۔ جس نے عرب کی حدود کو پار کر کے ایک طرف چین تک اور دوسری جانب شمالی افریقہ سے لے کر جنوبی یورپ تک کی معلوم دنیا کو ایک آفاقی نظام کے جھنڈے تلے جمع کر دیا تھا۔ یہی امت کا تصور ہے یعنی انسانوں کے مختلف گروہوں کا کسی خاص فکر پر جمع ہو جانا۔ یہ ایک رحمانی گلوبلائزیشن تھی جس کے مقابلے میں اسی دور میں شیطانی گلوبلائزیشن نے بھی سر اُٹھایا۔ یہ خیر و شر کے درمیان کشمکش کا ایک نیا رخ تھا، جس سے عالم انسانیت پہلی مرتبہ متعارف ہوئی تھی۔

> **نظام خلافت کا تصور ہمارے ذہنوں سے محو ہو چکا ہے۔ مسلمانوں نے جمہوری طرزِ حکومت قبول کر کے اپنی شناخت کھو دی ہے۔ (حافظ عاکف سعید)**

یہ کہہ دینا بہت آسان ہے کہ ''آج نظام خلافت کا احیاء وقت کی اہم ترین ضرورت ہے'' لیکن کیا ہم نے کبھی سوچا کہ یہ احیاء کیسے ممکن ہو۔ یاد رکھئے، جب تک ہم تاریخ کے ان نشانات پر اُلٹے چل کر خلافت کے زوال کے حقیقی اسباب تک نہ پہنچ جائیں، ہم یہ مسئلہ سمجھ نہیں سکتے۔ کیونکہ جن عالمی دجالی قوتوں نے خلافت اسلامیہ کو زوال پذیر کیا تھا انہوں نے اس بات کا اس سے کہیں زیادہ اہتمام کیا تھا کہ خلافت کا دوبارہ احیاء نہ ہو سکے۔ کن قوتوں نے

خلافت کو تباہ کیا؟ کس کے ذریعے سے کیا؟ کیوں کیا؟ کس نظام کو عارضی طور پر اس کی جگہ نافذ کیا، تاکہ آگے چل کر دجالی گلوبلائزیشن اس کی جگہ لے لے؟ یہ وہ اہم سوال ہیں جن کے جوابات آج محض چند افراد ہی دے سکتے ہیں۔

آج نظام خلافت کا احیاء وقت کی اہم ترین ضرورت ہے'' تو ہم کو سب سے پہلے امت کے درمیان کھڑی عصبیت کی دیواروں کو گرانا ہے۔ اور ہمارا یہ ایمان ہے کہ یہ دیواریں گر کر رہیں گی، لیکن اس حوالے سے ہمیں قرآن کریم ہی کی جانب رجوع کرنا پڑے گا، کیونکہ یہ تمام طریقہ وہیں پر درج ہے۔ اس کے لیے ہمیں اللہ کا نور درکار ہے، جس کی روشنی میں ہم ان کھلتے ہوئے حقائق کو سمجھ سکیں اور اس نور کو حاصل کرنے کا طریقہ سورۃ النور کی آیت نمبر 35 میں درج ہے۔ اکیسویں صدی کے دجالی شعبدے حیران کن ہیں۔ یہ دجالی دور ہے لیکن جس مسلمان کا تعلق قرآن کریم سے گہرا ہوگا اور جو نبی ﷺ کا سچا پیروکار ہوگا اور جس کی فراست اللہ کے نور سے دیکھ رہی ہوگی وہ کبھی حقائق کے نام پر ان شعبدوں سے حیران نہیں ہوگا، بلکہ ان حالات کا سامنا اور مقابلہ کرنے کے لیے پہلے سے تیار ہوگا۔ اللہ رب العزت ہمیں دجال کے فتنے سے محفوظ رکھے۔ (آمین!)

مفتی حمید اللہ جان، صدر مفتی جامعہ اشرفیہ لاہور

مفتی حمید اللہ جان نے سیمینار سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ خلافت کے بارے میں ذہن سازی کی ضرورت ہے۔ یہ ذہن سازی تب ہوگی جب جمہوریت کی حقیقت لوگوں کو سمجھائی جائے۔ لوگ جمہوریت کو ایک نعمت سمجھتے ہیں جبکہ حقیقت میں یہ ایک زحمت ہے۔ میں شرعی نقطہ نظر سے عرض کرتا ہوں کہ اسلام کا یہ فیصلہ اور ضابطہ ہے کہ حاکمیت صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے اور قانون سازی کا حق صرف اللہ تعالیٰ کو حاصل ہے۔ جمہوریت کے مطابق طاقت کا سرچشمہ عوام ہیں۔ میں آپ سے سوال کرتا ہوں کہ طاقت کا اصل سرچشمہ خدا ہے یا عوام؟ میں یہی سمجھتا ہوں کہ جمہوریت انگریز کا دیا ہوا نظام ہے، جس نے اسے اپنے سرمایہ دارانہ نظام کو تحفظ دینے کے لیے ترتیب دیا ہے، لہٰذا جو دشمن کا نظام ہو اس میں ہماری بھلائی کبھی نہیں ہوسکتی۔ خلافت کے معنی، سادہ الفاظ میں یہ ہیں کہ خدا کے قانون کے مطابق نظام کو چلانا۔ یہ ایسا قانون ہے جس کے سامنے ہر ایک جواب دہ ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی جواب دہ ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی جواب دہ ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو منبر پر کھڑے ہو کر کہنے لگے، لوگو! اگر تم نے عمر کے اندر ٹیڑھا پن دیکھا تو اس کو کیسے سیدھا کرو گے۔ مجمع میں سے ایک اعرابی اُٹھے اور کہا کہ اگر ہم نے حضرت عمرؓ کے اندر ٹیڑھا پن دیکھا تو ہم اس کے ٹیڑھے پن کو تلوار سے سیدھا کریں گے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفۂ وقت اور امیر المومنین ہیں۔ آپ اِس جواب پر بالکل ناراض نہیں ہوئے۔ آپ شکر ادا کرتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ تمام تعریفیں اس خدا کے لیے ہیں جس نے اس اُمت کے اندر ایسے انسان بھی پیدا کردیئے جو عمر کا ٹیڑھا پن تلوار سے نکالنے کی جرأت ایمانی رکھتے ہیں۔ بلاشبہ خلافت کے نظام میں امن اور حقوق انسانیت کا احترام ہے۔ ہماری بدقسمتی ہے کہ ہمارے اوپر انگریزوں کے ایجنٹ مسلط ہیں۔ اس باطل نظام سے چھٹکارا ضروری ہے۔ اس ظالمانہ نظام کا متبادل خلافت، خلافت اور صرف خلافت ہے۔ خلافت کے بغیر دنیا میں امن قائم نہیں ہوسکتا۔

مختصر صدارتی خطاب: حافظ عاکف سعید، امیر تنظیم اسلامی

مفتی حمید اللہ جان صاحب کے پرجوش اور ولولہ انگیز خطاب کے بعد سٹیج سیکرٹری جناب عبدالرزاق صاحب نے صدر مجلس حافظ عاکف سعید صاحب کو صدارتی خطاب کی دعوت دی تو گھڑیاں رات دس سے بھی آگے جا چکی تھی۔ حافظ عاکف سعید صاحب نے احیائے خلافت کے حوالے سے اپنی گزارشات شرکاء سیمینار سے اگلے روز خطابِ جمعہ میں پیش کرنے کا وعدہ فرمایا۔ چند جملوں پر مبنی اپنی گفتگو میں انہوں نے تمام مقررین خصوصاً مفتی حمید اللہ جان اور مولانا الطاف الرحمٰن بنوی صاحب کا خصوصی شکریہ ادا کرتے ہوئے حاضرین سے کہا کہ نظامِ خلافت ہی دنیا میں خیر و برکت اور امن و امان کا ضامن ہے۔ نظام خلافت کا تصور ہمارے ذہنوں سے محو ہو چکا ہے۔ مسلمانوں نے جمہوری طرزِ حکومت قبول کر کے اپنی شناخت کھو دی ہے۔ آج خلافت کا احیاء وقت کی اہم ترین ضرورت ہے۔ صرف نظامِ خلافت ہی عدل و قسط کی بنیاد پر انسانوں میں اخوت و حریت کا جذبہ پیدا کرتا اور معاشرے میں مساوات کا درس دیتا ہے۔

مفتی حمید اللہ جان صاحب کی انتہائی رقت آمیز دعا پر یہ بابرکت محفل اختتام پذیر ہوئی۔ بعد ازاں قرآن آڈیٹوریم سے متصل مسجد میں شرکاء سیمینار نے حافظ عاکف سعید صاحب کی امامت میں نمازِ عشاء ادا کی۔

خلافت فورم

☆ حافظ صاحب! نظام خلافت کا بعض لوگ موازنہ جمہوریت سے کرتے ہیں۔ اصولاً اس کا تقابل سرمایہ دارانہ نظام سے ہونا چاہیے۔ آپ کی کیا رائے ہے؟

☆ نظام خلافت میں کون سا طرزِ حکومت اختیار کیا جائے گا اور وہ جمہوریت سے کس طرح مختلف ہوگا؟

☆ نظام خلافت میں اپنائے گئے طرزِ حکومت میں شوریٰ کی کیا حیثیت ہوگی؟

☆ شوریٰ اور خلیفہ میں اختلاف ہو گیا تو اُس کا کیا حل ہوگا؟

ان سوالات کے جوابات تنظیم اسلامی کی ویب سائٹ www.tanzeem.org "خلافت فورم" میں دیکھئے

تجزیہ کار: **حافظ عاکف سعید** (امیر تنظیم اسلامی)   میزبان: ایوب بیگ مرزا

پروگرام کے بارے میں اپنی آراء و تجاویز media@tanzeem.org پر ای میل کریں

پیشکش   شعبہ سمع و بصر مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور

خود فریبی

محمد سلیم قریشی

"رینگتا ہوا اسلام" اسرائیل کے ایک مرکزی دانش (تھنک ٹینک) کے ڈائریکٹر ہیری روبن کے ترکی کے حالیہ الیکشن کے تناظر میں ایک تجزیے کا عنوان ہے جس کی بنیاد غلط مفروضوں پر رکھی گئی ہے۔ ہیری کا کہنا ہے کہ "ترکی خود کو ایران، شام، حماس، حزب اللہ اور مصر کی اخوان المسلمین کے ساتھ جوڑ رہا ہے۔ اتاترک کے ترکی کا خاتمہ ہو رہا ہے، جس کے ساتھ ہی سیکولرازم کا خاتمہ بھی ہو رہا ہے"۔ یہ واہموں کی وہ رسی ہے، اہل مغرب پر جس کی گرفت تنگ کر کے انہیں خوفزدہ کیا جاتا ہے۔

کچھ عناصر تسلسل کے ساتھ اس بات کا دعویٰ کرتے ہیں کہ اے کے پارٹی اسلامی قوانین کے حق میں ہے۔ وزیر اعظم طیب اردگان اور صدر عبداللہ گل کی بیویاں حجاب لیتی ہیں۔ اے کے پارٹی نے اسلامی اسباق پڑھانے کی اجازت دی ہے۔ دونوں نے عوامی اداروں میں حجاب کے قانون کو ختم کرنے کی نہیں بلکہ نرم کرنے کی کوشش کی ہے۔ ان دو اقدامات کے علاوہ اور کوئی ایسا ثبوت نہیں ملتا جس سے اے کے پارٹی کا اسلام کی طرف رجحان ثابت ہو۔ یاد رہے حجاب پر پابندی محض جزوی طور پر اٹھائی گئی ہے یعنی صرف یونیورسٹیوں میں خواتین حجاب استعمال کر سکتی ہیں لیکن دیگر اداروں میں خواتین حجاب استعمال نہیں کر سکتیں۔ اے کے پارٹی کی یہ واضح پالیسی ہے کہ ترکی کے قوانین کو یورپی یونین کے قوانین کے مطابق ڈھالا جائے۔ 2004ء میں طیب اردگان نے بدکاری کو غیر قانونی قرار دینے کا ایک قانون لانا چاہا۔ یورپی یونین نے اس پر شدید اعتراض کیا اور کہا اگر ترکی یورپ کا حصہ بننا چاہتا ہے تو وہ ایسے قوانین نہ بنائے جو یورپی اقدار کے خلاف ہوں۔ طیب اردگان نے وہ قانون واپس لے لیا۔ آج بھی ترکی میں جسم فروشی قانوناً جائز ہے۔ نائٹ کلب کھلے ہیں اور شراب جائز ہے۔ 20 جون 2011ء کو سرمایہ کاروں کے ایک وفد سے بات کرتے ہوئے طیب اردگان نے کہا "ہو سکتا ہے کہ میری ذاتی زندگی اور میرے خاندان میں شراب کے خلاف ایک مخصوص نقطۂ نظر ہو لیکن ہم قدامت پسند ہونے کے ساتھ جمہوریت پسند بھی ہیں۔ ہم بہت حساس ہیں کہ اپنے ذاتی فیصلوں کو معاشرے پر نافذ کریں۔"

الیکشن میں کامیابی کے بعد اے کے پارٹی کا مینی فیسٹو 2023ء متعارف کراتے ہوئے طیب اردگان نے اس تاثر کی نفی کی کہ اُن کا کوئی اسلامی ایجنڈا ہے بلکہ یہ کہا کہ اے کے پارٹی "یورپین کرسچین ڈیموکریٹس" کی طرح کی ایک جماعت ہے۔ بی بی سی کو ایک انٹرویو میں انہوں نے کہا تھا "اے کے پارٹی ایسی سیاسی جماعت نہیں جو مذہبی رجحانات رکھتی ہو بلکہ یہ اپنے آپ کو یورپی روایات کے مطابق مرکزی قدامت پسند جماعت کے طور پر پیش کرتی ہے"۔ 2003ء میں وزیر اعظم بننے کے بعد سے اردگان ترکی میں طاقت کے توازن میں تبدیلی لانے کے لئے جدوجہد کر رہے ہیں۔ ان کے اولین کاموں میں سے ایک نیشنل سیکیورٹی کونسل کے حکومت میں عمل دخل کے اختیارات میں کمی تھی۔ 2007ء میں انہوں نے آئینی اصلاحات کا جو پیکیج پیش کیا اس میں صدر کا پارلیمنٹ کی بجائے براہ راست انتخاب، صدارتی مدت سات سال کی بجائے پانچ سال اور جنرل الیکشن کا ہر چار سال بعد انعقاد شامل ہے۔ 2010ء کے آئینی اصلاحاتی مسودے میں بھی افراد کے سماجی و معاشی حقوق سے متعلق قوانین کی بات ہے۔ مینی فیسٹو 2023ء میں بھی بیروزگاری کے خاتمے، غریبوں کے لئے مکانات کی تعمیر اور 2023ء تک ترکی کا دنیا کی دس بڑی معیشتوں میں شامل ہونے کے عزم کا اظہار ہے۔ 2003ء سے لے کر آج تک ہمیں طیب اردگان کسی اسلامی قانون کی طرف پیشرفت کرتے نظر نہیں آئے۔ حالیہ الیکشن میں کامیابی کے بعد انہوں نے انقرہ میں کہا "ہم ایک نئے سول دستور کے لئے اپنی جدوجہد کا آغاز کریں گے جس میں جمہوریت اور آزادیوں کو تحفظ دیا جائے گا"۔ جمہوریت اور آزادیوں کے تصور کی اسلام میں کتنی گنجائش ہے، محترم قاضی حسین احمد بخوبی جانتے ہیں۔

آخر میں یہی عرض ہے کہ اسلام کے احیاء کے جذبے کی شدت بجا لیکن ہمیں ظاہر پر اعتبار کی روش سے بچنا ہوگا۔ واقعات اور شخصیات کو ان کے اصل تناظر میں دیکھتے ہوئے تدبر اور تفکر سے کام لینا ہوگا۔ تاریخ کروٹ بدل رہی ہے۔ انسانیت کے دکھوں کا مداوا صرف اسلام ہے۔ محترم قاضی حسین احمد، اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے جس عظیم مقصد کے لئے آپ نے زندگی وقف کر رکھی ہے، اس کا حصول قریب تر ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کچھ اور لوگ منتخب کرے گا۔ اسلام ایک مثالی اور خالص طرز عمل کا تقاضا کرتا ہے جو ان لوگوں کا طرز حیات ہوگا جنہیں اللہ تعالیٰ اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے لئے منتخب کرے گا۔ جناب سرور کائنات حضرت محمد ﷺ کی اس بشارت کو پورا ہونے سے کوئی طاقت نہیں روک سکتی جس کے ذریعے خلافت کا احیاء ہونا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

"تم میں اُس وقت تک نبوت رہے گی جب تک اللہ کی مرضی ہوگی پھر اللہ تعالیٰ جب چاہے گا اُسے اُٹھا لے گا۔ پھر عین نبوت ہی کی طرز پر خلافت ہوگی وہ رہے گی جب تک اللہ کی مرضی ہوگی پھر وہ جب چاہے گا اُسے اُٹھا لے گا۔ پھر کاٹ کھانے والی بادشاہت ہوگی وہ رہے گی جب تک اللہ کی مرضی ہوگی پھر وہ جب چاہے گا اُسے اُٹھا لے گا۔ پھر ظالمانہ حکومت ہوگی جب تک اللہ کی مرضی ہوگی۔ پھر وہ جب چاہے گا اُسے اُٹھا لے گا۔ پھر عین نبوت ہی کی طرز پر خلافت ہوگی"۔

(بشکریہ روزنامہ 'جنگ')

حلقہ سرگودھا کا ایک روزہ دعوتی پروگرام

29 مئی 2011ء صبح 10 بجے سرگودھا سے 9 رفقاء امیر حلقہ کی قیادت میں دفتر تنظیم اسلامی جوہر آباد پہنچے۔ منفرد اسرہ جوہر آباد کے رفقاء پہلے ہی سے وہاں موجود تھے۔ مشاورت کے بعد جوہر آباد اور سرگودھا کے رفقاء گروپوں کی صورت میں شام کو منعقد ہونے والے دعوتی پروگرام کے ہینڈ بلز تقسیم کرنے کے لیے نکلے۔ نماز ظہر سے پہلے ہینڈ بلز کی تقسیم اور انفرادی رابطے کیے گئے۔ امیر حلقہ اور مقامی تنظیم سرگودھا غربی کے امیر ملک افضل اعوان کچھ رفقاء کے ہمراہ علماء کرام سے رابطے کے لیے تشریف لے گئے۔ خوشاب اور جوہر آباد کے ممتاز علماء کرام سے رابطے کیے گئے۔ بعد نماز ظہر قریبی مسجد میں ہینڈ بلز تقسیم کیے گئے اور پروگرام کا اعلان کیا گیا۔ بعد نماز عصر دعوتی پروگرام کا آغاز ہوا۔ موضوع تھا ''پاکستان کی بقا اور سلامتی کے لازمی تقاضے''۔ پروگرام کا آغاز سرگودھا غربی کے رفیق تنظیم ظفر اقبال نے تلاوت قرآن پاک سے کیا۔ اس کے بعد امیر حلقہ نے پروگرام کے شرکاء کو تنظیم اسلامی کا مختصر تعارف کروایا۔ حلقہ کے ناظم تربیت ڈاکٹر عبدالرحمٰن نے ''پاکستان کی بقا اور سلامتی کے لازمی تقاضے'' کے موضوع پر خطاب کیا۔ نماز مغرب سے 10 منٹ پہلے پروگرام کا اختتام ہوا۔ بعد ازاں حاضرین کی مشروب سے تواضع کی گئی۔ اِس پروگرام میں 70 رفقاء نے شرکت کی۔ پروگرام کی تیاری میں رفقاء نے بہت محنت کی۔ اللہ تعالیٰ اُنہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔ اس موقع پر حلقہ کی جانب سے تنظیم اسلامی کی کتب اور سی ڈیز کا سٹال بھی لگایا گیا تھا۔

(مرتب: حافظ محمد زین العابدین)

حلقہ لاہور کا ایک روزہ دعوتی پروگرام

تنظیم اسلامی حلقہ لاہور کے 30 رفقاء ساڑھے آٹھ بجے قرآن اکیڈمی لاہور سے روانہ ہوئے۔ سوا نو بجے مسجد الرحیم بیدیاں روڈ احمد کالونی پہنچے، جہاں عبید اللہ بھائی ہمارے میزبان تھے۔ پروگرام کا آغاز محمد جہانگیر نے سورۃ العصر کی تلاوت سے کیا۔ بعد ازاں محمد فواد نے ''اسلام کا انقلابی نظریہ: توحید'' کے عنوان پر بیان کیا۔ انہوں نے اس بات پر زور دیا کہ معاشرت، معیشت اور سیاست کے اجتماعی گوشوں میں اللہ کی حاکمیت کا قیام توحید کا تقاضا ہے۔ بعد ازاں ''دعوت کیا، کیوں، کیسے؟'' کے عنوان پر مذاکرہ ہوا، جس میں دعوت کے مفہوم اور اہمیت کو اجاگر کیا گیا۔ مذاکرہ کے بعد شیخ نوید احمد نے سورۃ التوبہ کی آیات 117، 118 کی روشنی میں سیرت صحابہؓ پر روشنی ڈالی۔ انہوں نے امیر کی اطاعت، حق گوئی اور جماعتی نظم وضبط پر بھی زور دیا۔ اُن کی گفتگو کے بعد چائے کا وقفہ ہوا۔ وقفہ کے بعد محمد جہانگیر نے سورۃ الشوریٰ کی آیات 36 تا 43 کی روشنی میں دنیاوی زندگی کی قدر و قیمت پر روشنی ڈالی۔ نماز ظہر کے بعد کھانے اور آرام کا وقفہ ہوا۔ عصر کی نماز کے بعد رفقاء تنظیم اہل علاقہ کو دعوت دینے کے لیے تین گروپوں کی صورت میں روانہ ہوئے۔ نماز مغرب کے بعد ڈاکٹر غلام مرتضیٰ نے ''پاکستان میں نظام خلافت: کیا، کیوں اور کیسے؟'' کے موضوع پر گفتگو کی۔ اس کے ساتھ ہی یہ پروگرام اختتام پذیر ہوا۔

(مرتب: مدثر اقبال)

شائقین علوم قرآنی کے لیے نادر موقع

امسال رمضان المبارک کے دوران

دورۂ ترجمۃ القرآن

کے شائقین کے لیے

مسجد الھدیٰ

13 ایف، شاہ رکن عالم کالونی ملتان

میں قیام وطعام (سحری وافطاری) کا بندوبست کیا گیا ہے

(یہ سہولت ایف اے پاس یا درس نظامی کے فضلاء (یا آخری سال کے طلبہ) کو فراہم کی جائے گی)

شائقین حضرات 25 جولائی 2011ء تک اپنا اندراج کرالیں

المعلن: انجینئر محمد عطاء اللہ خان، امیر تنظیم اسلامی، نیو ملتان

مزید تفصیلات کے لیے رابطہ کریں: 0333-6104905 / 0331-7072121

ہارون آباد تنظیم کا ماہانہ تربیتی اجتماع

12 جون 2011ء ہارون آباد کی دونوں مقامی تنظیم کا ماہانہ تربیتی اجتماع مسجد فاطمہ میں منعقد ہوا۔ پروگرام کا آغاز پونے دس بجے تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ تلاوت کی سعادت قاری محمد یونس نے حاصل کی۔ محمد رضوان عزمی نے سیرت النبیؐ کے حوالے سے گفتگو کی۔ انہوں نے رسول اکرم ﷺ کی مکی زندگی کے اہم واقعات بیان کیے۔ بعد ازاں درس قرآن ہوا۔ درس قرآن کی ذمہ داری محمد منیر احمد نے نبھائی۔ انہوں نے سورۃ الانفال کی چند آیات کا درس دیا۔ انہوں نے کہا کہ حق و باطل کے درمیان جنگ روز اول سے جاری ہے۔ ہمیں اس نظریاتی جنگ میں ثابت قدم رہنا ہے، اور یہ تبھی ممکن ہے جب ہم اللہ کے کلام سے اپنا تعلق مضبوط کریں۔ انہوں نے کہا کہ اس وقت اہل حق نہایت بے بسی اور کمزوری کی حالت میں ہیں۔ لیکن ہمیں ہمت نہیں ہارنی چاہیے۔ ہمیں باطل گروہ کی اپنے مقصد کے ساتھ لگن اور عزم سے سبق سیکھنا چاہیے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم حق کے لیے اُن سے زیادہ قربانی دیں اور ایثار کا مظاہرہ کریں۔ بالآخر فتح حق ہی کی ہوگی، ان شاء اللہ۔

درس قرآن کے بعد وقفہ کیا گیا اور حاضرین کی شربت سے تواضع کی گئی۔ وقفہ کے بعد سجاد سرور نے انفاق فی سبیل اللہ پر سیر حاصل گفتگو کی۔ انہوں نے کہا کہ دین کی مغلوبیت کے دور میں انفاق کرنے اور قربانی دینے والے غلبہ دین کے بعد انفاق اور قربانی کرنے والوں سے زیادہ بلند درجات پائیں گے۔ رانا محمد عرفان نے ندائے خلافت کے شمارہ 23 میں شائع ہونے والی پریس ریلیز کا مطالعہ کروایا۔ بعد ازاں امیر مقامی تنظیم ہارون آباد نمبر 1 محمد شفیق نے تحریکی رفقاء کے اوصاف بیان کیے، اور کچھ اطلاعات رفقاء تک پہنچائیں۔ دعا پر یہ تربیتی پروگرام اپنے اختتام کو پہنچا۔ اس پروگرام میں 25 رفقاء نے شرکت کی۔ اللہ ہماری اس سعی و جہد کو قبول فرمائے۔ آمین۔

(رپورٹ: رانا محمد عرفان)

تنظیم اسلامی کورنگی شرقی (کراچی) کے زیر اہتمام نہی عن المنکر پروگرام

12 جون بروز اتوار مقامی تنظیم کورنگی شرقی (حلقہ کراچی جنوبی) کے تحت لانڈھی نمبر 6 پر سلسلہ آگاہی منکرات کے ضمن میں مروجہ معاشی نظام میں سود کے موضوع پر ایک مظاہرہ منعقد کیا گیا، جس کا مقصد عوام الناس کو سود کی شناعت وحرمت سے آگاہ کرنا تھا۔ ایک ہفتہ پہلے پروگرام کی منصوبہ بندی کر کے اس کی اطلاع تمام رفقاء تک بذریعہ نقباء پہنچائی گئی اور SMS کے ذریعہ یاد دہانی کے طور پر پیغامات بھی بھیجے گئے۔ مقررہ دن شام پونے پانچ بجے

رفقاء قرآن اکیڈمی کورنگی میں جمع ہوئے۔ راقم نے مرکز کی جانب سے سود کے موضوع پر آئے ہوئے ہینڈ بل کی اہم باتیں رفقاء کے سامنے رکھیں اور ساتھ مظاہرے کے آداب بھی بیان کیے۔ شام پانچ بجے تمام رفقاء لانڈھی نمبر 6 کی مین مارکیٹ کی چورنگی پر پہنچے، جہاں مظاہرہ پہلے سے طے تھا۔ سب سے پہلے رفقاء نے نمازِ عصر ادا کی۔ نماز کے بعد کورنگی شرقی کے معتمد سراج احمد نے سود کے حوالے سے کارنر میٹنگ کی۔ انھوں نے سورۃ البقرہ کی آیت 208 کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ جس طرح عوام الناس میں دین کا جامع تصور مسخ ہو چکا ہے اسی طرح آج کبیرہ گناہ بھی ہمارے ذہنوں سے اوجھل ہو چکے ہیں اور ان کی شناعت دلوں سے مٹ چکی ہے۔ جیسے آج سود کوئی بڑی برائی نہیں سمجھی جاتی۔ اس کے بعد قرآنی آیات اور احادیث کے ذریعہ سود کی حرمت، خباثتیں اور اس کے ذریعے سے معاشرے پر جو اثرات مرتب ہو رہے ہیں، وہ مختصراً بیان کیے۔ کارنر میٹنگ کے دوران احباب کی تعداد تقریباً 60 تھی۔ اِس دوران رفقاء نے سود کے حوالے سے پلے کارڈز بھی اُٹھا رکھے تھے۔ اس کے بعد تمام رفقاء مارکیٹ کی ایک اور مصروف چورنگی پر پہنچے اور مغرب تک مظاہرہ کیا۔ اس دوران رفقاء ہینڈ بلز بھی تقسیم کرتے رہے۔ عوام الناس نے دوران مظاہرہ اپنی سواریوں کو روک کر Display کیے گئے پلے کارڈز کی تحریریں پڑھیں اور رفقاء سے گفتگو بھی کی۔ مغرب کی نماز کے بعد رفقاء نے مقامی تنظیم کی طرف سے فحاشی و بے حیائی کے خلاف پرنٹ کرائے گئے خطوط علاقے کی ویڈیو شاپس اور نیٹ کیفے کے مالکان تک پہنچائے۔ تمام رفقاء نے نظم وضبط کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنی ذمہ داریوں کو باحسن وخوبی ادا کیا۔ اس مہم میں 18 رفقاء نے شرکت کی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں دین کے لئے زندگی کی آخری سانس تک محنت کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہماری حقیر کاوشوں کو قبول فرمائے۔ آمین

(مرتب کردہ: محمد سلیم خان)

تبصرۂ کتب

تبصرہ نگار: مجیب الحق عاجز

نام رسالہ: ماہنامہ ’حکمت بالغہ‘ (جھنگ) حقوق نسواں نمبر

مدیر مسئول: انجینئر مختار فاروقی

صفحات: 112 قیمت: 70 روپے (اشاعت خصوصی)

ملنے کا پتہ: قرآن اکیڈمی، لالہ زار کالونی نمبر 2، ٹوبہ روڈ، جھنگ

زیر نظر ماہنامہ ’حکمت بالغہ‘ گزشتہ چار سال سے جھنگ سے انجینئر مختار فاروقی کی ادارت میں باقاعدگی سے شائع ہو رہا ہے۔ فاروقی صاحب تحریک خلافت پاکستان کے ناظم اعلیٰ اور انجمن خدام القرآن جھنگ کے صدر ہیں۔ اُن کی ادارت میں ’’حکمت بالغہ‘‘ جدید تعلیم یافتہ طبقے میں علوم قرآنی کی اشاعت وتبلیغ اور مغربی فکری یلغار کے توڑ کے لیے گراں قدر خدمات انجام دے رہا ہے۔ ماہ جون کا زیر تبصرہ شمارہ ’’حکمت بالغہ‘‘ کا خصوصی حقوق نسواں نمبر ہے، جس میں مختلف تہذیبوں اور نظاموں میں خواتین کی حیثیت، آزادی اور حقوق نسواں کی حالیہ مغربی تحریک کا منظر و پس منظر اور اسلام میں خواتین کے حقوق پر مدلل اور فکر انگیز تحریریں اور چند نظمیں شامل ہیں۔ مجموعی طور پر یہ شمارہ چھ ابواب پر مشتمل ہے، جو درج ذیل ہیں۔

باب اول: کائنات اللہ تعالیٰ کی صفات حسن وکمال...... اور اسمائے جلال وجمال کا مظہر کامل

باب دوم: آسمانی ہدایت کی روشنی میں عورت کا مقامِ رفیع

باب سوم: آسمانی ہدایت کی روشنی میں مردوں کی ذمہ داریاں یعنی عورتوں کے حقوق

باب چہارم: آسمانی ہدایت سے محروم غیر مسلم معاشروں میں عورت کی حیثیت

باب پنجم: حقوق نسواں کی مغربی جنگ کا ہدف مسلمانوں کا خاندانی نظام

باب ششم: حقوق نسواں کی بازیافت کے لیے کرنے کا اصل کام

رسالہ کے مضامین حد درجہ فکر انگیز ہیں، ان کے مطالعے سے یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ آزادیٔ نسواں کی مغربی تحریک فریب نظر کے سوا کچھ نہیں۔ خواتین کی آزادی کا وہ تصور جو مغرب نے عام کیا ہے، خود عورت کے لیے تباہی و بربادی کا سامان اور معاشرے کی ہلاکت کا پیغام ہے۔ یہ شمارہ اس قابل ہے کہ ہر پڑھا لکھا آدمی اس کا حرف بہ حرف مطالعہ کرے، اس کے مندرجات کو از بر کرے، پھر اس کے پیغام کو اپنے حلقہ احباب میں عام کرے۔ اور اُس نظام حق کے قیام کی جدوجہد میں شامل ہو جائے جو خواتین کو صحیح معنوں میں حقوق دیتا ہے۔ رسالہ کی اشاعت کا مقصد بھی یہی ہے۔ بقول انجینئر مختار فاروقی کے ’’جو قاری اس خصوصی اشاعت کے صرف ابتدائی صفحات پر ہی نظر ڈالے اسے بھی کم از کم اس کا سبق ضرور سامنے آ جائے کہ اگلے صفحات میں موجود ساری تحریری کاوش کا حاصل یہ ہے کہ ایک طرف یہ بات تسلیم شدہ ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام اور بالخصوص آخری پیغمبر حضرت محمد ﷺ کی تعلیمات میں خواتین کی جو عظمت اور اعلیٰ مقام واضح کیا گیا ہے اس کی کوئی نظیر دوسرے فلسفیانہ قدیم اور جدید نظریات کی حامل کسی سوسائٹی میں موجود نہیں ہے۔ جبکہ دوسری طرف یہ بھی حقیقت ہے کہ خود مسلمان معاشرے آج اپنے ہاں خواتین کو وہ حقوق وعزت و احترام نہیں دے رہے جس کا ان کا دین اُن سے تقاضا کرتا ہے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ یہ حقوق خواتین اسلام یا خواتین عالم کو کب ملیں گے؟ اور کون دلائے گا؟

ہمارے نزدیک اس سے پہلے کہ مغربی فکری اور تہذیبی یلغار کے جلو میں تحریک آزادیٔ نسواں کے زیر اثر ہماری خواتین بھی خود اپنے حقوق کی بازیافت کے لیے گھروں سے نکل کر ’بے نقاب‘ سڑکوں پر آئیں، ہم مسلمانوں کو اپنا دینی فرض سمجھتے ہوئے اسلام کے غلبے کی جدوجہد کو تیز کرنا چاہیے، خواتین اسلام کو چاہیے کہ گھریلو جھمیلوں اور چھوٹی چھوٹی گھریلو مصروفیات سے مردوں کے اوقات او رذہنوں کو فارغ رکھیں، تاکہ وہ یکسوئی سے نظام عدل اجتماعی کے قیام اور نظام خلافت کے احیاء کے مشن کے لیے جان و مال سے جدوجہد کر سکیں۔ اس رُخ پر جتنا زیادہ کام ہوگا اتنا ہی نظام خلافت کے قیام کی منزل قریب آئے گی اور حقوق نسواں کی بازیافت کا مرحلہ اسی نسبت سے جلد تر عالم واقع میں وقوع پذیر ہو کر رہے گا۔‘‘

رسالہ کی طباعت عمدہ اور کمپوزنگ، پروف ریڈنگ کا معیار بہتر ہے۔ تاہم کوئی بھی انسانی کاوش ہر اعتبار سے مکمل اور کامل نہیں ہو سکتی۔ چنانچہ چند چھوٹی چھوٹی اغلاط کے علاوہ ایک غلطی یہ ہوئی ہے کہ مشمولات میں باب سوم کی جگہ چہارم اور چہارم کی جگہ سوم کا عنوان لکھ دیا گیا ہے۔

☆☆☆

being told he would be electrocuted if he stepped or fell off may well become the lasting emblem of this cruel, unjust war, much as the photo of a naked, fleeing, napalmed little girl became the emblem of the Vietnam War. The United States would no more be symbolized in the Statue of Liberty but with the naked black-hooded Iraqi man.

America, for all of its nascent idealism, began as an instance of brutal European imperialism, with the extermination of indigenous peoples and the enslavements of Africans. The invasion of Iraq was, therefore, not an isolated episode. It was the culmination of a 110-year period during which Americans overthrew 14 governments for various ideological, political and economic reasons. The first foreign leader to be overthrown, in January 1893, was Queen Liliuokalani of Hawaii.

Muslims do not hate your freedoms. They have no quarrel with the American people or their way of life. They hate American policies. They hate their blind support of Israel in its war of aggression against the people of Palestine. They hate the killing of innocent men, women and children in Afghanistan, Iraq and Pakistan. They hate American support of usurpers, hereditary monarchs, military dictators and corrupt and effete rulers in the Islamic world.

To the people of Pakistan, the American commitment to idealism, democracy and liberty worldwide sounds hollow and hypocritical. If America is the vanguard of democracy, why doesn't it start with Pakistan, ill-led and ill-governed by corrupt rulers supported by America? Why this double-talk? Why this double-speak? Today America speaks with a forked tongue. It cannot apply double standards. It is screaming hypocrisy. This does not endear America to the people of Pakistan.

As America, mired in cruel, unjust wars in Afghanistan, Iraq and Waziristan, approaches July 4, President Eisenhower's words in his 1961 farewell address once again demand attention and respect:

> "In the councils of government we must guard against the acquisition of unwarranted influence, whether sought or unsought, by the military-industrial complex. The potential for the disastrous rise of misplaced power exists and will persist. We must never let the weight of this combination endanger our liberties or democratic processes. We should take nothing for granted. Only an alert and knowledgeable citizenry can compel the proper meshing of the huge industrial and military machinery of defence with our peaceful method and goals, so that security and liberty may prosper together."

"What to the slave is the Fourth of July?" The black orator Frederick Douglass would ask in 1852 in an Independence Day oration and would answer that, "Your high independence only reveals the immeasurable distance between us. You may rejoice. I must mourn."

On July 04, like millions of my country-men, I feel a deep antipathy towards the Yankees who have, with the help of our power-hungry generals, and corrupt politicians turned independent, sovereign Pakistan into a pseudo-republic and a rentier state, and allowed a venal dictatorship to take root.

(*Courtesy: Daily "The News"*)

ضرورت رشتہ

☆ شیخوپورہ میں رہائش پذیر سید گیلانی فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 26 سال، تعلیم ایم اے ایجوکیشن، صوم وصلوٰۃ کی پابند کے لیے دینی مزاج کے حامل برسرروزگار لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔ برائے رابطہ: 0321-4071168

☆ لاہور کے رہائشی قریشی خاندان کی 24 سالہ نیک سیرت وصورت دوشیزہ (علوم اسلامیہ بی ایس آنرز) کے لیے پڑھی لکھی فیملی سے دینی مزاج کے حامل ترجیحاً برسرروزگار لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔ برائے رابطہ: 0323-5025573

دعائے مغفرت کی درخواست

- تنظیم اسلامی حلقہ کراچی شمالی (گلزار ہجری) کے ناظم مالیات محمد شفیق کا بیٹا اور داماد رحلت کر گئے
- تنظیم اسلامی گوجرانوالہ کے رفیق محمد طیب کے والد وفات پا گئے
- حلقہ کراچی جنوبی کی تنظیم قرآن اکیڈمی کے رفیق مبین الرشید وفات پا گئے

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ قارئین سے بھی دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

اللّٰھم اغفرلھم وارحمھم وادخلھم فی رحمتك وحاسبھم حسابًا یسیرًا

Roedad Khan

WHAT STARTED OUT AS A DREAM!

Three persons, George Washington, John Adams and Thomas Jefferson --- all conservative men and successful members of the colonial elite turned revolutionaries --- set the world ablaze and changed the course of history on July 04 1776. The future Sole Superpower was born. Independent America, it was hoped, would become an “asylum for mankind”, and offer refuge to the oppressed of the world. As a shining beacon, America, it was hoped, would herald the “birth day of a new world”, the beginning of an epoch in which humankind across the earth could “begin the world over again.” Instead, the successors of George Washington, John Adams and Thomas Jefferson betrayed the American dream, which has now turned sour.

“All men are created equal”, the Declaration asserts, but Jefferson and the others were not thinking of those who owned no property or slaves --- those who themselves owned property. They were not thinking of women either. It took American democracy --- billed as the greatest democracy in the world --- 86 years to abolish slavery, 144 years to enfranchise women and 189 years to assure the black people the vote! Jefferson's attempt to incorporate a paragraph attacking slavery in the Declaration of Independence was struck out by Congress.

The philosopher Isaiah Berlin once remarked that the United States was “morally superior to Europe”. No longer! America lost its city-on-the-hill idealism, its moral edge, long ago. From the beginning, America was more than a place. It represented the values and ideals of a humane civilization. Two hundred years ago, America caught the imagination of the world because of the ideals that it stood for. Today its example is tarnished with military adventurism and conflicts abroad. In the past, some envied America, some liked America, some hated America, but almost all respected her. Moreover, all knew that without the United States peace and freedom would not have survived.

Today the war on terror is used to topple weak regimes. Today Washington's main message to the world seems to be: Take dictation. Today America does not chase out an occupier, but occupies; does not push back an intruder, but intrudes; does not repulse an invader, but invades. No wonder, very few respect America these days. The poor and the weak are scared to death and fear the world's only superpower. In the eyes of millions of Muslims throughout the world, America is perceived today as the greatest threat to the world of Islam since the 13th century.

Today American troops are scattered around the world, from the plains of Northern Europe to the mountains of Afghanistan and the plains of Iraq, in search of a phantom enemy, bombing and killing innocent Afghan, Iraqi and Pakistani men, women and children. Though it rejects imperial pretensions, it is, for all its protestations, perceived in the world as peremptory, domineering and imperial. Its actions in Afghanistan, Iraq and now in Pakistan and Libya, are perceived as part of an open-ended empire-building plan with geo-strategic goals. Under this plan, the United States will acquire a permanent military presence in Afghanistan, Iraq and Pakistan for projecting its power in Central Asia, South Asia, the Middle East and the Persian Gulf.

The photo of the naked, black-hooded, wired, Iraqi prisoner standing on a box after having